اردو

کمال الدین
وتمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الاقدم
الصدوق
ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی
المتوفی سنۃ ۳۸۱

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	کمال الدین وتمام النعمہ
تالیف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تصحیح و تحقیق	علی اکبر غفاری
ترجمہ	گروہ مترجمین
نظر ثانی	سید عطا محمد عابدی
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
اشاعت اول	اگست 1999ء ربیع الثانی 1420ھ
اشاعت دوئم	جولائی 2002 ربیع الثانی 1423ھ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۳۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

جلد دوم

بارہویں امام تھے۔ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ آنجنابؑ کی غیبت میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اور جیسا کہ حضور اکرمؐ اور ائمہ علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ امام قائمؑ ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور اسلام ہمیں اس وقت حاصل ہوگا جب ہم حضور اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرلیں گے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم O

سابقہ ادوار میں بھی وہ لوگ جو دین دار، عبادت گزار اور پرہیزگار ہوتے تھے وہ ایسے شخص کو پوشیدہ اور اپنے امور کو لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے۔ اور صرف اس صورت میں اپنے کو ظاہر کرتے تھے جب لوگوں کے خوف سے امان ہوتی تھی ورنہ پوشیدہ رہتے تھے اور یہی طریقہ اس دنیا میں ابتداء سے ہمارے وقت تک رائج ہے۔ پھر کس طرح امام قائمؑ کی غیبت کا انکار ممکن ہے؟ یہ انکار صرف وہی لوگ کریں گے جن کے دلوں میں کفر و ضلالت اور نبیؐ اور ائمہ علیہم السلام کے لئے بغض و عناد ہے۔

بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن زکریا نے انہوں نے کہا کہ مملکت ہندوستان میں ایک بادشاہ کثیر لاؤ لشکر اور وسیع مملکت پر حکومت کرتا تھا جس کی ہیبت رعایا کے دلوں پر غیر معمولی تھی خواہشات نفسانی کا دلدادہ تھا۔ دنیا کے ہر عمل ناشائستہ سے محبت کرنے والا اور بہت زیادہ خوشامد پسند تھا۔ جو لوگ اس کی رائے کو اچھا سمجھتے تھے ان سے محبت کرتا تھا اور ان سے زیادہ مخلص تھا لیکن جو لوگ اس کے حکم کو ٹالتے تھے اور کسی دوسرے کے اثر میں رہتے تھے وہ ان سے بغض و عناد رکھتا تھا اور انہیں ملیامیٹ کردیتا تھا۔ وہ جوانی اور عنفوان شباب میں پہنچ گیا تھا اس کی رائے بہت پختہ تھی، اس کی زبان بلیغ تھی، لوگوں کے ساتھ تدبر اور نظم و ضبط کا ماہر تھا۔ چنانچہ اس بات کے مشہور ہونے سے عوام الناس اس کے مطیع ہوگئے۔ تندخو اور، کم ہمت سب ہی اس کے آگے سر جھکائے ہوئے تھے۔ نشہ شباب اور نشہ قوت و شہوت وغرور اس میں اکٹھے ہوگئے تھے۔ دشمنوں پر ظفریاب ہونے اور اہل مملکت پر قہر ڈھانے اور لوگوں کے مطیع ہوجانے، نے اس کو اور تقویت دی۔ پس اپنی بدمستی میں وہ لوگوں کی تحقیر کیا کرتا تھا۔ خوشامدیوں کی مدح سرائی نے اسے اور مدہوش کیا ہوا تھا۔ پھر اس کی رائے اور دل میں غرور و تکبر اس لئے بڑھ گیا کہ لوگوں نے اس کی خوب تعریفیں کیں اور اس کے اقدامات کو اس کے سامنے سراہا۔ اس کی خواہش صرف دنیا تھی اور دنیا اس کو سب کچھ دے رہی تھی اور کوئی خواہش ایسی نہ تھی جسے دنیا نے پورا نہ کیا ہو۔ وہ عورتوں اور مردوں سے لذت حاصل کرتا تھا اولادِ نرینہ سے محروم تھا۔ اس کی حکومت سے پہلے دین چھایا ہوا تھا اور اکثریت اس پر عمل پیرا تھی۔ پس شیطان نے دین اور دینداروں کی عداوت کو اس کی نظروں میں زینت دی اور اس نے اہل دین کو ضرر پہنچایا اور ان کے زور کو توڑ کر انہیں خوف زدہ کیا اور بت پرستوں کو اپنے سے قریب کیا اور ان کے لئے

چاندی اور سونے کے بت بنائے۔ ان کو فضیلت دی ان کا اکرام کیا اور ان کے بتوں کو سجدہ کیا۔
پس جب رعایا نے یہ دیکھا تو وہ بھی بت پرستی کی طرف مائل ہوئی اور اہل دین کو ذلیل کیا گیا۔
ایک روز اس نے ایک شخص کے متعلق پوچھا جو ملک میں اچھی منزلت اور بلند مقام کا حامل تھا تاکہ اس سے بعض امور میں مدد لے اور اس سے محبت سے پیش آئے اور اس کا اکرام کرے۔
لوگوں نے کہا کہ جناب اس نے دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہے اسے چھوڑ رکھا ہے اور درویشوں سے منسلک ہو گیا ہے۔ یہ بات بادشاہ پر گراں گزری اور حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے حاضر کیا جائے۔ جب وہ شخص بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا اور بادشاہ نے اس شخص کو درویشوں کے لباس میں اور انہیں کی طرح فروتنی کا اظہار کرتے ہوئے پایا تو اسے جھڑکا اور شماتت کی اور کہا تو ہمارے درمیان ہمارے خدمت گزاروں، اعیان اہل مملکت، اور ان کے نمایاں افراد اور اشراف میں سے تھا۔ تو کیوں تو نے خود کو رسوا کیا اور اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو ضائع کیا اور کیوں نقصان اٹھانے والوں اور بیکار لوگوں کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے لئے مضحکہ اور مثال بن گیا۔ اور تو ہمارے اہم ترین امور میں ہمارا مددگار تھا اور جو بھی میں چاہتا تھا اس میں تو میری مدد کرتا تھا۔
پس اس نے جواب دیا: اے بادشاہ اگر میرا تم پر کوئی حق نہیں ہے تو تمہاری عقل کا تو تم پر حق ہے۔ پس میری بات سننے میں غصہ مت کرو۔ اور فہم اور دلیل کے بعد اس سلسلے میں فیصلہ کرنا کیونکہ غصہ عقل کا دشمن ہوتا ہے۔ اور یہ انسان اور اس کی فہم کے درمیان پردہ ڈال دیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: تجھے کیا کہنا ہے؟ درویش نے کہا: اے بادشاہ میں تم سے پوچھتا ہوں کیا میرے ذاتی گناہ پر تم نے مجھ پر عتاب کیا ہے؟ یا میرا گناہ تم پر اثرانداز ہو رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا: تیرا گناہ میرے نزدیک بہت بڑا ہے اور میری رعیت میں سے جو کوئی اپنے نفس کی ہلاکت کا سامان کرے گا تو میں اس کے اور اس کے نفس کے درمیان آجاؤنگا۔ کیونکہ اس کا اپنے نفس کو ہلاک کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی دوسرے شخص کو ہلاک کرنا، میں اس کا ولی ہوں اور تم پر بھی اور اس پر بھی حاکم ہوں۔ پس میں تمہارے نفس پر زیادہ حاکم ہوں اور مواخذہ کرنے والا ہوں جب کہ تم نے خود کو اس طرح ضائع و برباد کر دیا ہے درویش نے اس سے کہا: اے بادشاہ دلیل کے بغیر میری گرفت نہ کرو اور دلیل کو نافذ نہ کرو سوائے اس کے کہ تمہارے پاس قاضی بھی ہو۔ اور تمہارے پاس انسانوں میں سے بہت سے قاضی ہیں۔ اور تم انہیں کے احکامات نافذ کرتے ہو۔ اور میں ان میں سے کچھ سے راضی ہوں اور کچھ سے خوف زدہ۔
بادشاہ نے کہا: وہ قاضی کون ہیں؟ اس شخص نے کہا کہ جس کے فیصلہ پر میں راضی ہوں وہ قاضی تمہاری عقل ہے اور جس سے میں خوف زدہ ہوں وہ تمہاری خواہشِ نفس ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ بیان کر تو کہنا کیا چاہتا ہے۔ یہ خیال تیرے دل میں کب سے پیدا ہوا؟ اور کس نے تجھے بہکایا؟ اس شخص نے کہا مجھے اس طرح پتہ چلا کہ میں نے اپنے بچپن میں یہ بات سنی تھی جو میرے دل میں بیٹھ گئی اور اس دانے کی طرح ہو گئی جسے زمین میں بو دیا گیا ہو۔ پھر وہ بڑھتی رہی اور

درخت بن گئی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے ایک عقلمند سے سنا ہے کہ جو بے وقوف ہوتا ہے وہ اس چیز کو جس کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہوتی اور وہ کسی کام نہیں آتی اس کو کارآمد سمجھ لیتا ہے اور وہ چیز جو اصل رکھتی ہے اور کارآمد ہوتی ہے اس کو بے کار سمجھ لیتا ہے۔ اور وہ اس امر کو نہیں چھوڑتا جس کی کوئی حقیقت نہیں تو وہ اس مقصد کو حاصل نہیں کرتا جو دراصل حقیقت ہے اور اس امر کو نہیں دیکھتا جو حقیقت ہے تو اس کا نفس اس امر کو چھوڑ دینے سے مطمئن نہیں ہوتا جو حقیقت نہیں اور حقیقت تو دراصل آخرت ہے اور جو حقیقت نہیں ہے وہی دنیا ہے۔ جب سے میں نے یہ سنا ہے تو میں نے بے حقیقت چیز کو جو یہ دنیائے فانی ہے ترک کر دیا اور حقیقی شے کہ جو دار باقی ہے کو اختیار کرلیا ہے اور اب میری نظر میں حیات موت ہے تو نگری فقر۔ دنیا کی خوشی غم، صحت دنیا بیماری، قوتِ دنیا ضعف و مجبوری، عزتِ دنیا ذلت ہے، اور کس طرح حیاتِ دنیا موت نہ ہو جبکہ جینے والا موت کے لئے جیتا ہے۔ اور اسے موت کا یقین ہوتا ہے اور حیات کے ختم ہونے کا بھی۔ اور کیوں اس کے تونگر کو فقیر نہ سمجھا جائے کہ کوئی چیز نہیں ملتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے وہ کسی اور چیز کا محتاج ہو جاتا ہے جو اسے ایسی اشیاء کی طرف مائل کرتی ہے جو اس کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔

جیسے آدمی کبھی جانور کا محتاج ہوتا ہے جسے وہ اسے پالیتا ہے تو اس کے گھاس، چارے اور اس کے تعاون کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ہر چیز کے لئے کچھ دوسری چیزوں کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے کام آسکیں اور ضروری ہوں۔ تو اس کی حاجت کب پوری ہو سکتی ہے جو اس طریق کار کا محتاج ہو؟ اور کس طرح اس کی خوشی غم میں تبدیل نہ ہو کہ جسے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ملتی ہے تو غم و تکلیف اس کی گھات میں بیٹھ رہتی ہے اور وہ اپنی آنکھ سے غم و حزن کو دگنا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے بچے سے خوشی محسوس کرتا ہے تو اس کی بیماری اور موت میں اسے حزن سے سابقہ پڑتا ہے جو اس کے سرور سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور اگر مال سے خوشی محسوس کرتا ہے تو کیا اس کی بربادی اور ضائع ہونے سے خوف نہیں کھاتا؟ کہ مال کی خوشی ہی سب سے بڑی خوشی ہے۔ اگر یہ امر اسی طرح ہے تو لوگوں کا حق یہ ہے کہ وہ کسی شے سے اپنا دامن وابستہ نہ کریں جو انہیں پہلے سے معلوم ہے۔ اور کس طرح اس کی صحت بیماری میں تبدیل نہیں ہو سکتی کہ اس کی صحت مختلف اخلاط پر مبنی ہے اور حیات سے قریب ترین خلط خون ہے۔ اور واضح ترین بات یہ ہے کہ انسان جو خون سے تخلیق کیا گیا ہے وہ اچانک موت، ذبح، طاعون، رخسار کے زخم اور ذات الجنب میں مبتلا ہو کر فوت ہو سکتا ہے اور کیوں اس کی قوت ضعف میں تبدیل نہ ہو جائے حالانکہ اس میں وہ قوتیں بھی پائی جاتی ہیں جو اسے نقصان پہنچاتی ہیں اور اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔ اور کیوں کر ان اخلاط کی منزلت ذلت میں تبدیل نہ ہو جائے جب کہ کبھی عزت برقرار نہیں رکھی گئی مگر اس انسان کے اہل کو طویل ذلت کا وارث بنا دیا گیا۔ سوائے اس کے کہ عزت کے دن بہت مختصر ہیں اور ذلت کے دن طویل ہیں۔ پس لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اس دنیا کی مذمت کریں جس کے لئے انہوں نے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ پھر حاجت پوری ہونے کے بعد وہ ہر ساعت اور ہر لمحہ توقع رکھے کہ ہر شب و روز وہ اپنے مال کو شمار کرے جس کا وہ محتاج

ہے اور وہ اس کے جمع کرنے میں اپنے رشتہ داروں کی آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے اور اس کو جمع کی ہوئی اشیاء پر وہ لوٹ مار کرتے ہیں ۔ اور اس کی عمارت کی بنیادوں کو منہدم کردیتے ہیں اور موت اس کے اہل وعیال پر حملہ آور ہوتی ہے تو ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے ۔ اور ہر شخص جو اس سے بھائی چارہ رکھتا ہے اسے تکلیف میں مبتلا کرتا ہے ۔ پس اے بادشاہ میں اس دنیا کی کہ جو کچھ وہ دے رہی ہے مذمت کرتا ہوں اور وراثت کے مال سے جو لباس پہنارہی ہے کہ وہ مال موروثہ جو اس کے بعد برہنہ کردیگا ۔ بعض اوقات وہ کسی کی بلندی کا سبب بنتا ہے لیکن یہی بعد میں رونے پیٹنے کا سبب بنتا ہے ۔ اور جو اس کے عشق میں مبتلا ہے وہ اسے چھوڑنے والا ہے ۔ مال موروثہ کے ملنے کے بعد شقاوت قلبی پیدا ہوجاتی ہے ۔ اور جس نے اس مال کی اطاعت کی اسے دھوکہ دیتا ہے اور جس نے اس پر بھروسہ کیا اس سے غداری کرتا ہے ۔ اور مال موروثہ اس سواری کی طرح ہے جو الف ہو کر سوار کو گرا دیتی ہے اور ایسا ساتھی ہے جو خائن ہے اور ایسا راستہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے ۔ اور ایسا جائے نزول ہے کہ جو ہلاک کرنے والا ہے اور ایسی بزرگی ہے جو کسی کا اکرام نہیں کرتی بلکہ ذلیل کردیتی ہے اور ایسی محبوبہ ہے جو کسی سے محبت نہیں کرتی اور ایسی لازم شے ہے جو ہمیشہ کسی کے ساتھ نہیں رہتی ۔ کبھی یہ مال موروثہ وفا کرتا ہے اور کبھی بے وفائی ۔ کبھی تصدیق کرتا ہے اور کبھی تکذیب ۔ کبھی موافقت کرتا ہے اور کبھی مخالفت ۔ جو اس مال موروثہ کے سہارے آگے بڑھنا چاہتا ہے اس میں کجی پیدا کرتا ہے ۔ جس شخص نے اس کو اپنے قبضہ میں لیا تو وہ مال اس کے ساتھ خوب کھیلتا ہے ۔ اسی اثناء میں جو شخص کھانے کا قصد کرتا ہے اسے لقمے کھلاتا ہے اور اسی دوران جب اس آدمی کو خادم بنالیتا ہے تو اس کی خدمت کرتا ہے اور جو اس کے ساتھ ہنسی کرتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے اور جو اسے برا بھلا کہتا ہے تو وہ بھی اس کو برا بھلا کہتا ہے اور جب کوئی اس کے لئے روتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے روتا ہے ۔ جب کوئی دست سوال دراز کرتا ہے تو وہ بھی عطا کے لئے ہاتھ بڑھا دیتا ہے ۔ اور عزت دیتا ہے جب کہ وہ ذلیل ہوتا ہے ۔ اور اس کا احترام و اکرام کرتا ہے جب کہ وہ بے عزت ہو ۔ اور اسی طرح وہ صاحب عظمت بنتا ہے جبکہ وہ حقیر ہو اور اسی طرح وہ بلند ہوتا ہے جب کہ وہ پستی میں گرا ہوا ہو ۔ اور کبھی مال موروثہ مطیع ہوتا ہے جب کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اسی طرح اس مال موروثہ میں خوشی ہوتی ہے جب کہ اسے غم دیا جائے ۔ اور اسی طرح اس میں شکم سیر لوگ (حقیقتاً) بھوکے ہوتے ہیں ۔ اور اسی طرح اس مال موروثہ کے سبب کچھ لوگ مردہ ہوتے ہیں حالانکہ وہ زندوں کی شکل میں ہوتے ہیں ۔

پس اس گھر پر تف ہے جس کے کارنامے یہ ہوں اور اس میں اس قسم کی صفات پائی جائیں کہ یہ کسی کے سر پر کسی صبح تاج رکھتا ہے اور کسی کو رات مٹی کے گڑھے میں دفن کردیتا ہے ۔ اور کسی کو رات میں ہاتھوں میں سونے کے زیور پہنا دیتا ہے اور صبح کے وقت زنجیروں میں گرفتار کرا دیتا ہے ۔ آدمی کو یہ دنیا کبھی تخت پر صبح کے وقت بٹھا دیتی ہے اور کبھی رات میں کسی قید خانے میں پھینک دیتی ہے کبھی رات میں دیبا کے فرش بچھاتی ہے اور صبح کے وقت خاک پر سلا دیتی ہے ۔ صبح کے وقت کبھی کھیل کود اور لعب ولہو کو جمع کرتی ہے اور کبھی رات میں گریہ کرنے والوں کو جمع کرتی

ہے۔ کسی رات میں اس آدمی کے اہل و عیال کی قربت کو محبوب بناتی ہے اور کسی صبح ان کی دوری کو محبوب بناتی ہے۔ کبھی صبح کے وقت اس کی خوشبو کو خوشگوار بناتی ہے اور کبھی رات میں اسی خوشبو کو ناگوار بناتی ہے۔ پس وہ اپنی شان وشوکت کے ذریعے توقع رکھنے والا ہے جو اس کے فتنوں اور مصیبتوں سے نجات پانے والا نہیں ہے۔ اس آدمی کا دل دنیا کی باتوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اس کی آنکھیں ان کی عجیب و غریب اشیاء سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اس کا ہاتھ دنیا کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے پھر خالی بھی ہوجاتا ہے۔ مال کا چشمہ پرسکون رہتا ہے جو گیا سو گیا اور جو ہلاک ہوا سو ہلاک ہوا۔ جو ظاہر ہوا وہ ظاہر ہوا۔ ہر ایک کے بعد کسی ایک کو برقرار رکھتا ہے اور ہر ایک سے اس کے بدلے کے طور پر راضی رہتا ہے اور ہر صدی کو صدی کے بعد سکون پہنچاتا ہے۔ اور ہر قوم کے سرداروں کو بحیثیت قوم کے کھلاتا ہے۔ رذیل لوگوں کو افضل لوگوں کی جگہوں پر بٹھا دیتا ہے۔ اور عاجزوں کو صاحبان احتیاط کی جگہ بٹھا دیتا ہے۔ وہ قوموں کو خشک سالی سے تروتازگی کی طرف لاتا ہے۔ اور پیدل کو سواری، فاقہ شکنی سے نعمت کی طرف، شدت سے نرمی کی طرف، بدبختی سے پوشیدگی کی طرف یہاں تک کہ جس وقت وہ اس میں ڈوب جاتا ہے تو اس کے ذریعے سے حالات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور پھر ان سے خوشحالی اور تروتازگی کو دور کر دیتا ہے اور ان سے قوت کو چھین لیتا ہے پھر وہ سب سے بڑی ہلاکت اور سب سے بڑی محتاجی اور سب سے بڑی خشک سالی کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

اے بادشاہ! یہ جو تم نے کہا کہ میں نے ترک دنیا کر کے اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کو ہلاکت میں ڈالا ہے تو ایسا نہیں ہے۔ بلکہ میں ان کی طرف اور زیادہ متوجہ ہو گیا۔ اور ان کے ساتھ خصوصی تعلق رکھا۔ لیکن میں انہی سحرزدہ آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ جس کے ذریعے اپنے رشتہ داروں میں سے اجنبیوں کو اور دوستوں میں سے دشمنوں کو نہیں پہچان رہا تھا۔ پس جب یہ سحر ختم ہوا تو سحرزدہ آنکھ صحیح آنکھ میں تبدیل ہو گئی اور دوستوں میں سے دشمن ظاہر ہو گئے اور اجنبی لوگوں میں سے قریبی رشتہ داروں کا پتہ چل گیا۔ پس اس وقت میں نے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور بھائیوں اور تعلقات والوں کو شمار کرنا شروع کر دیا اور یہ شکاری کتوں کی طرح تھے جن کا قصد و ارادہ تھا کہ وہ مجھ کو کھالیں سوائے اس کے کہ ہمت و قوت کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات تھے۔ پس ان میں سے کچھ گرم مزاجی کی بناء پر شیر کی طرح تھے، کچھ بھیڑیئے کی طرح پھاڑ ڈالنے والے اور نوچ کھسوٹ میں مشہور تھے، کچھ چاپلوس کتوں کی طرح دم ہلانے والے تھے اور کچھ لومڑی کی طرح حیلہ گر اور چور تھے ان کا مقصد ایک ہی تھا لیکن ان کے طریقے جدا جدا تھے۔

اور اگرچہ اے بادشاہ تمہاری عظیم مملکت کے باوصف اور تمہارے رشتہ داروں، لشکروں اور مصاحبوں اور مطیع و فرماں بردار لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تمہیں عظمت حاصل ہے لیکن میں نے تمہارے بارے میں غور و فکر کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس دنیا کے لوگوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں ہے اور تم تنہا ہو اور یہ بھی مجھے پتہ چلا کہ عوام تمہارے دشمن ہیں اور یہ کہ یہ امت جس پر تمہیں قدرت حاصل ہے بہت زیادہ حسد کرنے والی ہے اور یہ دشمنی کرنے

والے ہیں اور دلوں میں نفاق چھپائے ہوئے ہیں ۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو شکاری کتوں سے زیادہ تمہارے دشمن ہیں ۔ اور تمام اجنبی تم سے دشمنی رکھنے والے ہیں اور جب میں تمہارے مطیع ومددگار اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتا ہوں تو ان کو ایسا گروہ پاتا ہوں جو ایک ظاہری فائدہ کے لئے عمل کرتے ہیں ۔ اور اس کے باوجود حرص وہوس میں مبتلا ہیں کہ تمہارے لئے کام کم کریں اور اجر زیادہ لیں اور جب میں تمہارے مخصوصین اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتا ہوں تو ان کو ایسا گروہ پاتا ہوں جو تمہارے لئے کوشش اور عمل میں مصروف ہیں اور تمہیں مال و دولت کما کر دیتے ہیں اور تم انہیں ہمیشہ تکلیف پہنچاتے ہو حالانکہ وہ سب ایسے نہیں ہیں ۔ وہ تمہاری کوشش و جدوجہد سے راضی ہیں پس اگر تم نے انہیں اس کوشش اور جدوجہد سے روک دیا تو وہ تم سے راضی نہ ہونگے تو اے بادشاہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم تنہا ہو ۔ نہ کوئی تمہارا رشتہ دار ہے اور نہ تمہارے پاس مال و دولت ۔

لیکن میرے پاس میرے اہل وعیال بھی ہیں ، مال بھی ، دوست بھی ، بھائی بہنیں بھی جو مجھے نہیں کھا رہے اور نہ میرے ذریعے کھا رہے ہیں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں ۔ ہمارے درمیان محبت مفقود نہیں ہے ۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ مجھے نصیحت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے وہ میری تصدیق کرتے ہیں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ہم ایک دوسرے کو جھٹلاتے نہیں ۔

وہ مجھ سے ہمدردی رکھتے ہیں اور میں ان سے ہمدردی رکھتا ہوں اور ہمارے درمیان کوئی دشمنی نہیں ۔ وہ میری مدد کرتے ہیں اور میں ان کی مدد کرتا ہوں اور ہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں ۔ وہ ایسی نیکی کو چاہتے ہیں کہ میں بھی اسے چاہوں ۔ انہیں خوف نہیں ہے کہ میں انہیں اپنا زیر اثر کرلوں گا ۔ ہمارے درمیان نہ فساد ہے نہ حسد ۔ وہ میرے لئے اور میں ان کے لئے ایسے اجر پر کام کرتے ہیں کہ جو فانی نہیں ۔ اور ہمیشہ یہ عمل ہمارے درمیان قائم ہے ۔ یہ لوگ اگر میں گمراہ ہوجاؤں تو میرے رہنما ہیں اور میرے نور نگاہ ہیں اگر میں نابینا ہوجاؤں اور اگر میں ان کے پاس آؤں تو میرے لئے حفاظت گاہ بن جاتے ہیں ۔ اور اگر مجھ پر حملہ کیا جائے تو میری ڈھال بن جاتے ہیں ۔ اور جب میں کسی دشواری میں پڑوں تو یہ میرے مددگار بن جاتے ہیں ۔ اور ہم گھروں ، دکانوں اور طعام گاہوں سے اپنے آپ کو بچائے ہوئے ہیں اور نہ ہم کو ان کی طلب ہے اور ہم نے تمام ذخیروں اور مال ومتاع کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم میں مال متاع کی خواہش نہیں ہے ۔ ہم ایک دوسرے سے سرکشی نہیں کرتے ، ایک دوسرے سے بغض نہیں رکھتے ، نہ فساد کرتے ہیں ، نہ حسد رکھتے ہیں ، نہ قطع تعلقات کرتے ہیں ۔ پس اے بادشاہ یہ میرے اہل وعیال ہیں ۔ میرے بھائی ہیں قریبی رشتہ دار ہیں دوست ہیں میں انہی سے محبت کرتا ہوں اور انہی کی طرف رخ کرتا ہوں اور میں نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو میں نے اپنی سحر زدہ آنکھوں سے دیکھ کر پہچان لیا تھا اور میں نے ان سے اپنی سلامتی چاہی تھی ۔

پس اے بادشاہ یہ دنیا ایسی ہے کہ جیسا میں نے تم کو بتایا اس کی کوئی حقیقت نہیں ۔ یہ اس کا حسب ونسب ہے

اور یہی اس کی گردش ہے جو میں نے سنی تھی اور یہ جان لینے کے بعد میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں نے اس امر کو دیکھا کہ جو اصل حقیقت ہے۔ پس اے بادشاہ اگر تم پسند کرو تو میں آخرت کے متعلق جو مجھے معلوم ہے کہ دراصل وہی حقیقت ہے تمہارے سامنے بیان کروں تو تم سننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور بہت ہی توجہ سے سنو اس طرح نہیں جیسے تم دوسری چیزوں کے بارے میں سنتے ہو۔ پس بادشاہ نے اس پر کوئی زیادتی نہیں کی مگر یہ کہ اس سے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اور تیری کوئی بات درست نہیں اور تو شقاوت و عناد میں کامیاب رہا ہے پس فوراً یہاں سے نکل جاؤ اور میری مملکت کے کسی حصہ میں قیام نہ کرنا اس لئے کہ تم فساد برپا کرنے والوں میں سے ہو۔

اس زمانے میں بادشاہ کے بیٹا پیدا ہوا جب کہ وہ اولاد نرینہ سے مایوس ہو چکا تھا۔ یہ بچہ حسن وجمال و ضیاء میں ایسا تھا کہ انسانوں نے ایسا مولود نہیں دیکھا تھا۔ بادشاہ بے انتہا خوش ہوا قریب تھا کہ وہ خوشی کی زیادتی سے ہلاک ہو جائے۔ اس کے خیال میں یہ عطا ان بتوں کی تھی جن کی وہ پرستش کرتا تھا۔ پس لوگوں نے جو کچھ اموال ان کے گھروں میں تھے بتوں کے مندروں پر نچھاور کر دیئے۔ لوگوں کو ایک سال تک خوشی منانے کا حکم دیا گیا اس نے اپنے بیٹے کا نام یوذاسف رکھا اور ملک کے تمام علماء اور نجومیوں کو طلب کیا تاکہ وہ بیٹے کا زائچہ تیار کریں۔ تمام نجومیوں نے بڑے غور و فکر کے بعد بتایا کہ یہ ارضِ ہند میں شرف و منزلت میں اپنے زمانے کے ہر بچہ سے بلند تر ہوگا۔ لیکن ایک شخص نے کہا: نہ صرف شرف و منزلت و فضیلت (دنیا) ہم اس کے لئے پاتے ہیں بلکہ شرف آخرت بھی اور میرے حساب سے تو یہ دین اور دینداروں کا امام بنے گا۔ اور درجات آخرت میں فضیلت کا حامل ہوگا کیونکہ میں اس میں وہ شرف دیکھ رہا ہوں جو دنیا کے کسی شرف کے مماثل نہیں بلکہ آخرت کے شرف کے مماثل ہے۔

اس گفتگو سے بچے کے بارے میں بادشاہ کا سرور کافور ہو گیا۔ کیونکہ مذکورہ نجم معتمد ترین نجم تھا اور بادشاہ کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب علم اور سب سے زیادہ راست گو تھا۔ پس بادشاہ نے بچے کے لئے شہر میں ایک مکان خالی کرایا اور معتمد دایاؤں اور خادموں کو وہاں مامور کیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ بچے کے سامنے موت، آخرت، غم، مرض اور فنا کا تذکرہ نہ کریں یہاں تک کہ ان کی زبانیں اس کی عادی بن گئیں اور ان کے دلوں نے حقیقت کو فراموش کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ جب بچہ بڑا ہو تو اس کے سامنے کوئی ایسی گفتگو نہ کریں جس سے اس کے دل میں کوئی خوف پیدا ہو جو اسے دین اور دین داری کی جانب لے جانے کا سبب بنے۔ اور یہ کہ وہ اس کی حفاظت کریں اور اس سے بچائیں اور ان میں سے ہر ایک۔ ایک دوسرے کو بھول جائے۔

اسی طرح بادشاہ اپنے بیٹے کے (راہ راست اختیار کر لینے کے) خوف کی وجہ سے درویشوں پر شدید غضب ناک تھا۔

اس کا ایک وزیر تھا جو نہ اس کے مال میں خیانت کرتا تھا نہ جھوٹ بولتا تھا اور نہ اس سے کچھ چھپاتا تھا۔ نہ اس پر کوئی اثر ڈالتا تھا اور اس کے اعمال میں اس کا ہمسر کوئی نہ تھا اور بادشاہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وزیر

مذکور لطف و کرم والا. بھلائی کا ہاتھ پھیلانے والا اور نیکیوں میں مشہور تھا عوام الناس اس سے محبت کرتے تھے اور وہ ان سے راضی تھا۔ مگر یہ کہ بادشاہ کے احباء و اقرباء اس سے حسد کرتے تھے۔ اس پر زیادتی کرتے تھے اور اس کی سرزنش کو کراتے تھے۔

ایک روز بادشاہ شکار کے ارادہ سے باہر گیا اس کا وزیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ایک پہاڑی راستے میں اس نے ایک شخص کو پایا جو پیروں سے زخمی تھا۔ ایک درخت کی جڑ سے لپٹا ہوا تھا اور وہاں سے چلے جانا اس کے لیے ممکن نہ تھا۔ وزیر نے اس سے اس کا حال دریافت کیا تو اس زخمی نے بتایا کہ صحرائی درندوں نے اس کی یہ حالت بنادی ہے۔ وزیر کو اس کی حالت زار پر بہت رحم آیا۔ اس شخص نے وزیر سے کہا کہ میری مدد کرو اور مجھے اپنے گھر لے چلو تو میں بھی کسی وقت تم کو نفع پہنچاؤں گا۔ وزیر نے کہا اگر تجھ سے کوئی فائدہ نہ بھی پہنچے تب بھی اس عالم مجبوری میں تیری مدد کرنا میرا فرض ہے مگر یہ تو بتا کہ تو مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ کیا تو کوئی کام کرسکتا ہے یا کسی چیز کو اچھا کرسکتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں بگڑی بات کو بنانا جانتا ہوں۔ وزیر نے کہا کہ تم کیسے یہ کہہ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جیسے ہی اختلاف شروع ہوتا ہے میں جوڑ دیتا ہوں نتیجتاً فساد برپا نہیں ہوتا۔ وزیر نے اس کی بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور ہمراہ لا کر علاج کرلیا جس سے وہ صحت یاب ہوگیا۔

آخر ایسا ہوا کہ اس بادشاہ کے احباء نے باہم مشورہ کیا کہ اس وزیر پر کوئی الزام لگا کر بادشاہ کی نظروں میں گرانا چاہیے چنانچہ بادشاہ سے کہا کہ یہ وزیر بادشاہت کی طمع رکھتا ہے کہ آپ کے بعد غلبہ حاصل کرلے اسی لئے یہ رعایا پر اس قدر احسانات کرتا ہے اور اس میں دن رات کوشاں رہتا ہے۔ اگر آپ اس خبر کی صداقت جاننا چاہیں تو آپ اس کو بلا کر مشورہ کریں کہ میں ترک حکومت کرکے درویشی کو اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ پس آپ کو اس کی خوشی کے ذریعے پتہ چل جائے گا اور حقیقت حال آپ پر واضح ہوجائے گی۔ اور قوم جانتی تھی کہ دنیا کے فانی ہونے کے ذکر اور موت کے ذکر سے وزیر کا دل رقیق ہوجاتا تھا اور دین داروں کے لئے اس کے دل میں نرمی تھی اور ان سے محبت کرتا تھا۔ انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے ایسا کیا کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہوجائیں گے۔ بادشاہ نے کہا اب جب میری اس سے ملاقات ہوگی تو یہی پوچھوں گا اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔ چنانچہ جب وہ وزیر آیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم میری دنیا کی حرص اور طلب ملک سے واقف ہو اور میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ ماضی میں میرے پاس یہ مال و دولت نہیں تھی اور میں نے جان لیا ہے کہ جو کچھ باقی رہے گا وہ وہی ہوگا جو ماضی میں تھا۔ کیوں کہ یہ سب جو میں نے جمع کیا ہے جلد تباہ ہونے والا ہے اور کیا میں اس حال میں واپس نہیں جاؤں گا کہ میرے ہاتھ میں اس میں سے کچھ بھی ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آخرت کے لئے کوئی عمل انجام دوں جو ان کاموں سے بہتر ہو جو میں دنیا کے لئے کیا کرتا تھا۔ اور میں اس طرح شروعات کرتا ہوں کہ حق دینداروں کے ساتھ ہے اور میں اس عمل (حکومت) کو اس کے اہل کے لئے چھوڑتا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ وزیر بادشاہ کی باتیں

سن کر شدت سے رو دیا یہاں تک کہ بادشاہ نے جان لیا کہ اس کے دل میں کیا ہے اور عرض کیا بادشاہ سلامت جو چیز باقی رہنے والی ہے اگرچہ مشکل سے حاصل ہو لیکن پھر بھی اس کا حاصل کرنا بہتر ہے۔ اور جو چیز فانی ہو اور وہ آسانی سے حاصل ہو جائے اس کا حاصل کرنا بے کار ہے۔ آپ کی رائے اور خیال ٹھیک ہے میں امید کرتا ہوں کہ خدا آپ کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

وزیر کی یہ بات بادشاہ کو بہت بری لگی اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کے بارے میں مجھے جو اطلاعات دی گئیں ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ ادھر وزیر کو اس کی خفگی محسوس ہو گئی پس وہ اپنے گھر والوں کی طرف حسرت و افسوس اور محزون واپس ہوا اور وہ نہیں سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے اس طرز عمل سے بچاؤ کا طریق کار کیا ہے۔ پس وہ رات کو بیدار رہ کر سوچ بچار کرتا رہا تو اسے اس شخص کا خیال آیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ بگڑی بات کو بنا سکتا ہے۔ چنانچہ اسے بلایا جب وہ آیا تو اس سے کہا: تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم بگڑی بات بنا سکتے ہو۔ اس شخص نے کہا: ہاں بے شک تو آپ کو اس سلسلہ میں کون سی ضرورت پڑ گئی، وزیر نے کہا: ہاں میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس بادشاہ کی بادشاہت سے پہلے سے اس کا ساتھی رہا ہوں۔ اور جب سے وہ بادشاہ ہوا ہے تو میں واقف نہیں کہ میرے اور اس کے درمیان کبھی ناگوار بات ہوئی ہو۔ وہ جانتا ہے میری نصیحت، میری شفقت اور میرے ایثار کے بارے میں جو میں اپنے نفس اور تمام انسانوں کے لئے کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ آج کے دن جو کچھ پیش آیا میں اس سے قطعاً ناواقف ہوں اور گمان کرتا ہوں کہ اس کی طرف سے اس کے بعد بھلائی سامنے آئے گی۔ اصلاح کرنے والے نے کہا: تمہارے پاس اس کا کوئی سبب یا علت ہے، وزیر نے کہا ہاں کل (بادشاہ نے) مجھے بلایا تھا اور ایسا ایسا کہا اور میں نے جواباً ایسا ایسا کہا۔ پس اس شخص نے کہا: میں اختلاف کا سبب سمجھ گیا ہوں اور ان شاء اللہ اسے جوڑنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جان لو کہ بادشاہ یہ گمان کر رہا ہے کہ تم چاہتے ہو کہ اسے اس کے ملک سے ہٹا دو اور اس کے بعد اس پر قابض ہو جاؤ۔ تو جب صبح ہو تو اپنا لباس اور زیورات اتار دینا اور وہ کپڑے پہن لینا جو درویش پہنتے ہیں پھر اپنا سر منڈوانا اور اپنا چہرہ بادشاہ کے دروازے پر رگڑنا تو بادشاہ تمہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے یہ کیا حلیہ بنایا ہے تو اس سے کہنا: یہ وہ چیز ہے جس کی طرف میں نے آپ کو دعوت دی تھی اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے ساتھی کو کوئی نصیحت کرے ہاں مگر یہ کہ خود بھی ویسا ہی کرے اور اس پر ثابت قدم رہے اور میں نے جو کچھ آپ کو دعوت دی تھی تو میرا ارادہ ہم دونوں کے لئے خیر کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پس آمادہ ہو جاؤ اس کام کے لئے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے۔ پس وزیر نے ایسا ہی کیا تب جا کر بادشاہ کے ذہن سے یہ بات نکل پائی۔

بادشاہ نے دوسرے ہی روز شاہی حکم دیا کہ تمام عابد و زاہد اس کے ملک سے نکل جائیں پس وہ وہاں سے بھاگنے لگے اور خود کو پوشیدہ کرنے لگے۔ ایک دن بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو اس کی نظر دور دو اشخاص پر پڑی۔ اس نے انہیں بلایا جب وہ قریب آئے تو وہ درویش تھے بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم میری مملکت سے نہیں نکلے تو انہوں نے کہا کہ

ہم تو جارہے تھے لیکن آپ کے فرستادہ ہمیں یہاں لے آئے بادشاہ نے کہا تم پیدل کیوں جارہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم ضعیف ہیں نہ ہمارے پاس جانور ہے نہ زادراہ اور ہم معمولی رفتار سے زیادہ سفر کرنے پر قادر نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ بغیر کسی جانور اور زادِراہ کے تیزی دکھاتا ہے۔ ان دونوں نے عرض کی کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بلکہ ہم کسی شے میں خوشی و مسرت نہیں محسوس کرتے۔ بادشاہ نے کہا: تم موت سے کیوں نہیں ڈرتے جب کہ تمہارے خیال میں ہمارے فرستادہ تمہیں لے کر آئے اور تم جارہے تھے کیا یہ موت سے فرار نہیں تھا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ موت سے فرار خوف کا سبب نہیں ہے۔ آپ یہ گمان نہ کریں کہ ہم آپ سے خوفزدہ ہیں لیکن ہم اس لئے بھاگ رہے ہیں تاکہ اپنے نفسوں کے برخلاف آپ کی مدد کریں۔ بادشاہ نے ان کی گفتگو پر خفگی کا اظہار کیا اور ان دونوں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ جو کوئی جہاں بھی کوئی کسی عابد کو دیکھے تو فوراً آگ میں جلا دے۔ یہ حکم ملتے ہی بت پرستوں اور ان کے پیشواؤں نے ملک کے گوشہ گوشہ میں عابدوں کو نذرآتش کردیا۔ جب سے ہی سرزمین ہندوستان میں مردوں کو جلانے کی رسم پڑی۔

ملک سے عابد و زاہد ناپید ہوگئے۔ چند عابدوں نے جان پر کھیل کر اپنے آپ کو مخفی رکھا اور پوشیدہ رہے تاکہ کسی وقت تلاشِ حق کرنے والے کو راہِ حق دکھا سکیں۔

یوذاسف بادشاہ کا فرزند اب سمجھدار ہوگیا تھا۔ وہ بہت عقلمند نوجوان تھا۔ اس کی دانائی اس کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی تھی کہ اس کو چند آدمیوں کے درمیان تنہائی میں کیوں قید کیا ہوا ہے۔ وہ سوچتا تھا کہ اس کا سبب اپنے باپ سے معلوم کروں پھر خیال آتا تھا کہ یہ سب کچھ تو اسی کا کیا ہوا ہے وہ کیوں بتائے گا۔ وہ لوگ جو اس کے پاس آداب شاہی اور امورِ سلطنت بتانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان میں سے ایک شخص جو اس کی دانائی اور عقلمندی کی وجہ سے بہت مرعوب تھا اس سے ایک روز یوذاسف نے کہا کہ آپ سے مجھے بہت محبت ہے۔ اور میں آپ کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں اور بادشاہ کے بعد سلطنت کا وارث میں ہوں اس وقت آپ کا درجہ سلطنت میں یا تو بہت بلند ہوگا یا بہت کم۔

اس شخص نے کہا تم کیوں مجھے خوف دلاتے ہو کہ میرا حال برا ہوگا؟ یوذاسف نے جواب دیا اس لئے کہ تم نے آج تک مجھ سے وہ بات چھپائی جو کل مجھے کسی اور سے پتہ چل جائے گی۔ تو میں تم سے شدید انتقام لوں گا جیسا بھی میرا بس چلے گا۔ یہ بات سن کر وہ شخص بہت ڈرا اور یوذاسف کو تمام راز، نجومیوں کی پیشن گوئی، تنہائی سے باہر نہ نکلنے کا سبب سب کچھ شہزادے کو بتا دیا۔ جس پر شہزادہ نے شکریہ ادا کیا اور اسے چپ رہنے کو کہا یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ شہزادے کے پاس آیا تو شہزادے نے عرض کیا کہ ابا جان بے شک میں ابھی بچہ ہی ہوں تو میں نے خود خیال کیا اور اپنے حالات کے اختلاف کو بھی دیکھا تو مجھے جو یاد ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور پہچاننے کے باوجود جس کا میں نے ذکر نہیں کیا اسے بھی اچھی طرح جانتا ہوں اور میں یہ بات بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں اس جیسا نہیں ہوں اور نہ آپ اس حال پر

ہیں۔ اور نہ آپ ابد تک اس پر ثابت رہنے والے ہیں اور زمانہ آپ کو اس حالت سے عنقریب متغیر کر دے گا۔ پس اگر آپ چاہتے تھے کہ زوال (فنا) کے معاملات مجھ سے مخفی رہیں تو وہ مجھ پر مخفی نہیں رہے۔ اور اگر باہر نکلنے سے آپ نے مجھے پابند کر دیا اور میرے اور لوگوں کے درمیان حائل ہو گئے تاکہ مجھ میں اتنی قوت پیدا نہ ہو اس چیز کے بارے میں جس میں میں نہیں ہوں۔ تو بے شک آپ نے مجھے اپنے حصار سے الگ کر دیا۔ میرے دل میں اضطراب اور بےچینی ہے اس چیز سے جو میرے اور زمانہ کے درمیان حائل ہے یہاں تک کہ مجھے کسی شے کا غم نہیں ہے۔

اور میرا اس کے علاوہ اور کچھ ارادہ نہیں ہے یہاں تک کہ میرا دل اس چیز سے مطمئن نہ ہو جائے جس حالت میں میں ہوں۔ اور جس سے میں کوئی نفع نہیں اٹھا رہا اور نہ اس سے مجھے دلچسپی ہے۔ پس آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور مجھے اس بارے میں آگاہ فرمایئے جو آپ کو ناپسند ہے اور جس سے آپ خائف ہیں تاکہ میں اس سے اجتناب برتوں اور آپ کی موافقت اور رضامندی مجھ پر غالب آجائے۔ میری سمجھ میں اب تک یہ نہیں آیا کہ مجھے اس گوشہ تنہائی میں کیوں رکھا گیا ہے؟ باہر نکلنا میرے لئے کیوں منع ہے؟ کیا یہ میرے کسی جرم کی سزا ہے؟ اگر یہ مقصد ہے کہ میں فنا اور بقاء کے حالات سے بے خبر رہوں تو کب تک؟ ایک روز یہ دنیا خود بتلا دے گی۔ آپ مجھے باہر جانے کی اجازت دیں ورنہ میں یہ سوچ سوچ کر مر جاؤں گا۔

پس بادشاہ نے جب اپنے بیٹے سے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ اس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے جس سے میں نے اسے بچانا چاہا تھا اور اس پابندی لگانے اور قید کر کے رکھنے سے سوائے تجسس اور حقیقت حال جان لینے کی خواہش کے علاوہ اور کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا۔ پس اس نے کہا: اے میرے بیٹے تمہیں اس پابندی میں رکھنے کا سبب اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ میں تم کو تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ پس مت دیکھو سوائے اس کے جو موافق ہو اور درست سنو سوائے اس کے جو تمہیں خوش کر دے۔ پس جب تمہاری خواہش اس کے علاوہ ہو تو یقیناً میں اشیاء کو اپنے نزدیک غالب کر لوں اس چیز پر جس پر تم رضامند ہو اور جس کی تم خواہش رکھتے ہو۔

پھر اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس کو شان و شوکت کے ساتھ سوار کرائیں اور اس کے راستے سے تمام قبیح نظر آنے والی چیزوں کو ہٹا دیں۔

اس (پہلی) سواری کے بعد وہ متعدد بار سوار ہو کر نکلا۔

ایک روز ایسے راستے پر گیا جس سے وہ واقف نہ تھا اس نے دو بھکاریوں کو دیکھا۔ ایک کا جسم متورم، زرد جلد اور چہرہ بے رونق اور کریہہ المنظر تھا اور دوسرا نابینا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو لرز گیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ ورم اندرونی بیماری کی بناء پر ہے اور اندھا ایک زمانے سے ایسا ہی ہے۔ شہزادے نے پوچھا: ان کے علاوہ کسی اور کو بھی یہ بیماریاں ہیں؟ کہا گیا: ہاں۔ پوچھا: کوئی ان بیماریوں سے خود کو بچا سکتا ہے؟ جواب دیا گیا: نہیں پس اس روز

شہزادہ غم زدہ، محزون، روتا ہوا اور اس سے خائف و ترساں جو کچھ اس کے اور اس کے باپ کی سلطنت میں تھا واپس ہوا۔ اور اسی حال میں کئی دن رہا۔

ایک دن دوران سیر ایک بوڑھا دیکھا سفید بال، کمر خمیدہ، چلنے سے مجبور اس کی رنگت سیاہ ہو چکی تھی، جلد پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ پس شہزادے کو اس کے حال پر تعجب ہوا اور اس نے اس بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ بوڑھا ہے۔ پوچھا: کتنے عرصے میں انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے؟ کہا: تقریباً ایک سو برس میں۔ پوچھا: بعد میں کیا ہوتا ہے؟ کہا کہ بعد میں مرجاتا ہے۔ شہزادے نے کہا کہ آدمی اور اس کی عمر کے بعد کوئی چیز باقی رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا: نہیں اور یہ مختصر عرصے میں ہوتا ہے۔ تو شہزادے نے کہا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور سال بارہ مہینے کا اور عمر کی مدت سو سال ہے تو مہینے میں سب سے زیادہ تیز گزرنے والا دن کون سا ہے۔ اور سال میں کونسا مہینہ تیزی سے گزرتا ہے اور عمر میں کون سا سال روانی سے گزر جاتا ہے؟ پھر شہزادہ واپس ہوا اور اپنی اس بات کو بار بار دہرا رہا تھا۔ پھر وہ راتوں کو بیدار رہنے لگا۔ اس کا دل زندہ ہو گیا اس میں ذکاوت و عقل پیدا ہو گئی۔ اس میں سہو و نسیان و غفلت باقی نہیں رہی اور اس میں حزن و اہتمام پیدا ہو گیا اور اس کا دل دنیا اور خواہشات دنیا سے پھر گیا۔ بہرحال وہ اپنے باپ کی مدارت کرتا تھا اور اس سے لطف و مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر متکلم کی ایسی بات سننے کا حریص تھا کہ جس طرز فکر پر وہ ہے اس کے خلاف اسے کوئی دلیل ملے تاکہ وہ اس کی رہنمائی کا سبب ہو۔

شہزادے نے اپنے اس اتالیق کو بلوایا جس نے اسے اس راز سے واقف کرایا تھا اور اس سے پوچھا: تم ایسے لوگوں کو جانتے ہو کہ جن کی حالت ہماری اس حالت سے مختلف ہو۔ اس رفیق نے جواب دیا: ہاں ایک گروہ ہے جنہیں درویش کہا جاتا ہے۔ انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور آخرت کی طلب میں ہیں۔ اور ان کا کلام اور علم ایسا ہے کہ میں اس کے متعلق نہیں جانتا سوائے اس کے کہ لوگ ان سے دشمنی کرتے ہیں ان سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو جلا دیتے ہیں اور بادشاہ نے انہیں اس سرزمین سے نکال دیا ہے۔ پس ان دنوں ہمارے شہروں میں کوئی شخص ان کو نہیں جانتا کیوں کہ وہ پوشیدہ ہو گئے ہیں اور کشائش کے منتظر ہیں۔ اور یہ اولیاء اللہ کا طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے کہ وہ باطل سلطنتوں میں ایک دوسرے سے پوشیدہ طور پر رہتے ہیں۔ پس یہ بات اس کی دل تنگی کا باعث ہو گئی اور اس کا بندوبست اس شخص کی مانند طویل ہو گیا جو اس گمشدہ سرمایہ کی خواہش کرتا ہے جو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے اور زمین کے گوشے گوشے میں اس کے تفکر، جمال، کمال، فہم و عقل، زہد اور وقار کی خبر پھیل گئی۔

پس یہ سراندیپ کے ایک درویش منش بلوہر نامی تک بھی پہنچی۔ جو نہ صرف درویش بلکہ حکیم بھی تھا۔ پس وہ کشتی پر سوار ہو کر بحری راستے سے ارض سولابط آیا اور شہزادے کی بارگاہ کا ارادہ کیا تاکہ اس سے وابستہ ہو جائے اور اس نے درویشی کا لباس اتار کر تاجروں کا لباس پہن لیا۔ پھر اس نے اہل دربار، احباء اور وہاں رہنے والوں کے متعلق مکمل واقفیت

حاصل کی ۔ چنانچہ اسے شہزادے کے رفیق و رازداں کے ساتھ شہزادے کے حسن سلوک کے بارے میں بھی آگاہی ہوئی اور یہ کہ شہزادہ اس کا بہت احترام کرتا ہے چنانچہ بلوہر نے اس رفیق کے یہاں آمد و رفت شروع کی حتی کہ وہ اس کی تنہائی میں پہنچا اور اسے کہا کہ میں سراندیپ کا تاجر ہوں چند دن سے یہاں آیا ہوں ۔ میرے پاس ایک انمول چیز ہے جو بہت زیادہ مفید ہے چونکہ میں نے تمہیں قابل بھروسہ پایا اس لئے (اس عظیم کام کیلئے) تمہیں منتخب کیا ہے کہ میری دوا سرخ گندھک سے زیادہ قیمتی ہے جو اندھے کو بینا، بہرے کو قوت سماعت دیتی ہے، کمزوریوں کا مداوا کرتی ہے، ضعف کو قوت میں بدلتی ہے، جنون سے محفوظ رکھتی ہے اور دشمن کے مقابلے میں مدد دیتی ہے اور میں اس جوان سے زیادہ اس دوا کا حقدار کسی کو نہیں پاتا پس اگر تم مناسب سمجھو تو اس کا تذکرہ شہزادے سے کرو اگر اس نے ضرورت محسوس کی تو مجھے اس تک لے چلنا کیونکہ میری اکسیر کی فضیلت اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنی چاہیئے ۔ اتالیق نے حکیم سے کہا کہ جو بات تم کہہ رہے ہو ہم نے اس سے قبل کسی سے نہیں سنی اور میں تمہاری طرف سے اس چیز کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا جس کے متعلق وہ نہیں جانتا لیکن پہلے مجھے وہ دوا دکھلاؤ تو اگر میں نے اس میں کچھ بھی حقیقت پائی تو میں شہزادے سے اس کا تذکرہ کروں گا بلوہر نے کہا کہ میں مرد طبیب ہوں، تمہاری بینائی میں ضعف پاتا ہوں چنانچہ ڈرتا ہوں کہ کہیں میری دوا دیکھنے سے تمہاری (رہی سہی) بینائی سلب نہ ہو جائے ۔ لیکن شہزادہ کی بصارت صحیح ہے اور وہ سن میں کم بھی ہے چنانچہ مجھے اس کے لئے ایسا کوئی خوف نہیں ہے اگر اس نے دیکھ لیا تو اس کے لئے مفید ہی ثابت ہوگی ۔ یہ سن کر وہ شخص شہزادہ کے پاس گیا اور اس سے بلوہر کا تذکرہ کیا ۔ اس کی حق شناسی کی باتیں سن کر شہزادہ اپنی فراست ذاتی سے سمجھ گیا کہ اس سے مفید معلومات حاصل ہوں گی ۔

پس اس نے کہا: اس شخص کو آج رات ہی لے آنا مگر یہ سب پوشیدہ رہے اور ظاہر نہ ہو کہ ایسے آدمی کو بے وقعت نہیں کیا جاتا چنانچہ اتالیق نے بلوہر کو اس ملاقات کے بارے میں آگاہ کر دیا ۔ پس اس نے ایک ٹوکری ہمراہ لی جس میں کتابیں تھیں اتالیق نے پوچھا: یہ ٹوکری کیسی ہے؟ بلوہر نے کہا: اس ٹوکری میں میری دوا ہے ۔ تو اگر تم چاہتے تو مجھے اس کے پاس لے چلو ۔ پس وہ روانہ ہوئے اور شہزادے تک پہنچ گئے ۔ بلوہر کے وہاں پہنچنے پر شہزادے نے اسے سلام کیا، دعا دی اور بہترین طریقے سے پذیرائی کی ۔ اس کے بعد اتالیق چلا گیا ۔ حکیم شہزادے کے پاس بیٹھ گیا اور سب سے پہلے بلوہر نے اس سے سوال کیا: اے شہزادے میں نے محسوس کیا ہے کہ تم نے اپنے خادموں اور ملک کے اشراف سے زیادہ میری تکریم کی ہے ۔ شہزادے نے کہا: یہ اس عظیم امید کی بناء پر ہے جو مجھے تم سے ہے ۔ بلوہر نے کہا: تم نے اسی طرح کیا ہے جیسے کسی ملک کے ایک بادشاہ نے کیا تھا جو اپنی نیکیوں کی وجہ سے معروف تھا اور اس سے لوگ امید خیر رکھا کرتے تھے ۔ وہ ایک دن سیر کر رہا تھا کہ اسی دوران اس نے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ دو مفلوک الحال آدمیوں کو دیکھا جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے ۔ مجبوری اور حاجت مندی کے آثار ان سے ظاہر تھے ۔ بادشاہ اترا انہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا ۔ اس کے وزراء

نے جو یہ دیکھا تو ان کی طبیعت بہت مکدر ہوئی ۔ پس وہ اس کے بھائی کے پاس آئے جو اس پر اثر رکھتا تھا ۔ اور اس سے کہا: بادشاہ نے خود کو اور اہل مملکت کو رسوا کیا ہے ۔ وہ دو ذلیل انسانوں کے لئے زمین پر اترا ۔ پس اس کی سرزنش کرو تاکہ وہ آئندہ ایسا نہ کرے ۔ اور جو کچھ اس نے کیا اس کی وجہ پوچھو ۔ پس بادشاہ کے بھائی نے ایسا ہی کیا تو بادشاہ نے اسے جو جواب دیا اس سے وہ سمجھ نہ سکا کہ بادشاہ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے یا اس سے راضی ہے اور وہ اپنے گھر کو واپس چلا آیا یہاں تک کہ کچھ دن بعد بادشاہ نے منادی کو حکم دیا جسے منادی موت کا نام دیا گیا تھا پس اس نے اس (بادشاہ کے بھائی) کو اس کے گھر میں موت کی خبر دی ۔ اور یہی بادشاہ کا طریق کار تھا جس کے لئے بھی وہ قتل کا ارادہ کرتا تھا ۔ پس بادشاہ کے بھائی کے گھر میں نوحہ اور پکار شروع ہو گئی ۔ وہ لباس موت پہن کر بادشاہ کے دروازہ پر پہنچا اور شدت سے گریہ کیا اور اپنے بال نوچنے لگا ۔

جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اسے طلب کیا ۔ بادشاہ کی اجازت پا کر وہ داخل ہوا تو خود کو زمین پر گرا دیا اور رو رو کر خود کو ہلاک کرنے لگا اور اظہار ذلت کے ساتھ ہاتھ جوڑنے لگا ۔ بادشاہ نے اس سے کہا: اے بے وقوف قریب آ تو رو رہا ہے کہ منادی نے خالق کا نہیں بلکہ مخلوق کا حکم تجھ تک پہنچایا تھا اور میں تیرا بھائی ہوں اور تو جانتا ہے کہ تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ میں تجھے قتل کروں لیکن زمین میں جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر تم مجھے ملامت کرتے ہو ۔ اور میں اپنے رب کے منادی کو دیکھ رہا ہوں اور تم سے زیادہ اپنے گناہوں سے واقف ہوں ۔ پس واپس جاؤ کہ میں سمجھ چکا ہوں کہ میرے وزیروں نے تجھے دھوکہ دیا تھا اور وہ بھی جلد اپنی خطا کو جان لیں گے ۔

اس کے بعد بادشاہ نے لکڑی کے چار صندوق بنوائے ۔ دو صندوقوں پر تارکول لگوا دیا اور اندر سونا، یاقوت اور زبرجد بھر دیئے ۔ باقی دو پر سونے کا ملمع کیا اور اندر فضلہ، خون اور مردار چیزیں بھر دیں ۔ پھر ان وزراء اور اشراف کو جمع کیا جنہوں نے بادشاہ پر دو ضعیف درویشوں پر احسان کرنے کا عیب لگایا تھا ۔ اور سوال کیا ۔ ان صندوقوں میں کونسے صندوق زیادہ قیمتی ہیں؟ ان وزراء نے کہا ظاہری طور پر جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہمارا علم ہمیں بتاتا ہے کہ جو صندوق سونے کے ہیں وہ زیادہ قیمتی ہیں اور جو تارکول کے ہیں وہ اپنی بے قدری کی بناء پر بے قیمت ہیں ۔ بادشاہ نے کہا: ہاں تو یہ ہے اشیاء کے بارے میں تمہارے علم اور تمہاری رایوں کی حقیقت ۔ پھر اس نے تارکول والے صندوقوں کو کھولنے کا حکم دیا پس دربار جواہرات کی چمک دمک سے روشن ہو گیا ۔ پھر اس نے کہا: ان (صندوقوں) کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن کے لباس اور ظاہر بوسیدہ تھے ۔ حالانکہ وہ علم و حکمت و صدق و احسان اور تمام مناقب خیر سے آراستہ تھے جو یاقوت، لعل جواہر اور سونے سے کہیں زیادہ افضل ہیں ۔ پھر اس نے سونے کے صندوق کھولنے کا حکم دیا ۔ پس انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور کریہہ منظر دیکھ کر قوم کانپنے لگی اور انہیں اس کی غلاظت اور بدبو سے شدید اذیت ہوئی ۔ پس بادشاہ نے کہا: ان دونوں (صندوقوں) کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو بظاہر کپڑوں اور لباس سے مزین ہوتے ہیں لیکن ان کے پیٹ جہالت،

اندھے پن، جھوٹ، ظلم اور تمام اقسام کے شر سے بھرے ہوئے ہیں جو مردہ لاشوں سے زیادہ قبیح، بدتر اور قابل نفرت ہیں۔
اس پر قوم نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ ہم سمجھ گئے اور نصیحت حاصل کی۔
پھر بلوہر نے کہا: اے شہزادے مجھ سے ملاقات کرنے اور میرا اکرام کرنے میں تمہاری مثال بھی ایسی ہی ہے پس شہزادہ یوذاسف کھڑا ہوگیا اور کہا: کوئی اور سبق آموز واقعہ سنائیں۔ حکیم نے کہا: ہر دھقان زمین میں بیج ڈالتا ہے۔ کچھ دانے کھیت کے کنارے گر پڑتے ہیں کچھ پتھر پر گر جاتے ہیں جو بالآخر خشک ہوجاتے ہیں۔ کچھ خاردار میں گرتے ہیں جن کو جھاڑیاں بڑھنے نہیں دیتیں۔ کچھ پاک و صاف زمین میں گرتے ہیں جو کارآمد بنتے ہیں۔ اے شہزادے سوائے اس پاک و صاف زمین کے دوسرے سب بیج بیکار جاتے ہیں۔ اسی طرح نیک باتیں صرف پاک و صاف دل میں نشوونما پاتی ہیں۔ شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ کی باتوں سے مجھے جو سکون ملا ہے وہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ کوئی ایسی مثال دیں جس سے دنیا کی محبت کو قریب کہا جائے۔
جوہر نے کہا: سنا ہے کہ ایک مست ہاتھی نے ایک شخص کا پیچھا کیا۔ وہ ڈر کے مارے بھاگا۔ ہاتھی پیچھے پیچھے بھاگا راستہ میں ایک کنواں تھا جس کے کنارے پر ایک درخت تھا اس کی شاخ کو پکڑ کر لٹک گیا۔ دیکھا کہ درخت کی جڑ میں چار سانپ ہیں اور سب سے نیچے ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے۔ اور دیکھا تو سفید و سیاہ چوہے درخت کی شاخ کو کاٹ رہے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ درخت کی شاخوں میں شہد لگا ہوا ہے۔ یہ شخص شہد چاٹنے میں مشغول ہوگیا اور آنے والے خطرات سے بے خبر ہوگیا۔ اے شہزادے دنیا ایک ایسا کنواں ہے جو آفات و مصائب اور شر سے پُر ہے یہ دو شاخیں عمر ہیں دو چوہوں سے مراد رات اور دن ہیں جو موت کے لانے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور وہ چار سانپ چار خلطیں جو زہر قاتل ہیں یعنی سودا، صفراء، بلغم اور خون ہیں کہ ان کا مالک نہیں جانتا کہ کب یہ ہیجان میں آئیں گے۔ اور نیچے منہ کھولے ہوئے اژدھا موت ہے جو اس کے انتظار میں ہے۔ شہد سے مراد دھوکا ہے کہ مغرور آدمی دنیا کی لذتوں، شہرتوں، نعمتوں، جائیدادوں، کھانے پینے کی لذتوں اور سونگھنے، چھونے، سننے اور دیکھنے کی احساسات سے دھوکا کھاتا ہے۔ شہزادے نے کہا: یہ مثل عجیب ہے اور یقیناً یہ تشبیہ درست ہے۔ پس مجھے دنیا، صاحب دنیا اور اس کے اوپر مغرور اور اس پر عاشق اور اس سے نفع حاصل کرنے والے کے بارے میں مزید بتائیں۔
بلوہر نے کہا: کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کے تین دوست تھے۔ ایک دوست سے وہ بے حد محبت کرتا تھا کہ انتہائی خوفناک اور ڈراؤنی چیزوں پر اس کے سبب غالب رہتا تھا اور اسی سبب سے مغرور ہوگیا تھا۔ رات دن اسی کی حاجت براری میں لگا رہتا ہے۔ دوسرے دوست سے بھی محبت کرتا مگر قدرے کم۔ وہ اس کا حکم مانتا تھا۔ اس سے لطف و اکرام سے پیش آتا تھا۔ اس کی خدمت اور اطاعت کرتا تھا۔ اس سے انعامات و اکرامات سے پیش آتا تھا اور اس سے غافل نہیں رہتا تھا۔ لیکن تیرا دوست جفاکار، حقیر اور طبیعت پر گراں تھا۔ اس سے اس کو محبت نہیں تھی۔ وہ غریب بھی تھا۔

یہاں تک کہ اس شخص پر ایک ایسا وقت پڑا کہ اسے تینوں دوستوں کی ضرورت پڑی۔ اس کے پاس بادشاہ کے سپاہی آئے کہ اسے بادشاہ تک لے جائیں۔ پس وہ پہلے دوست کے پاس گیا اور اس سے کہا: تم اپنے بارے میں میرے ایثار سے واقف ہو۔ اور یہ کہ میں نے خود کو تمہارے اختیار میں دے دیا تھا۔ اور آج کا دن وہ ہے کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تمہارے پاس میرے لئے کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اب تمہارا دوست نہیں ہوں۔ میرے دوست اب اور ہیں جن کے ساتھ میں تمہارے بعد مشغول ہوں۔ وہ آج کے دن میرے لئے تم سے بہتر ہیں تاہم میں تمہیں وہ کپڑے دے سکتا ہوں جو تمہارے کام آئیں گے۔

پھر وہ دوسرے صاحبِ لطف و محبت دوست کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا: تم اپنے بارے میں میرے اکرام و لطف سے واقف ہو اور یہ کہ میں تمہاری خوشی کا کیسا حریص تھا۔ تو آج کے دن مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تمہارے پاس میرے لئے کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے نفس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے اور تمہارے کام سے غافل ہو جاؤں۔ پس تم اپنے اوپر ہی بھروسہ کرو۔ اور جان لو کہ میرے اور تمہارے درمیان قطع تعلق ہو چکا کیونکہ میرے اور تمہارے راستے جدا ہیں۔ میں تمہارے ساتھ چند قدم چل سکتا ہوں جن سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پھر میں اس کام کی طرف چلا جاؤں گا جو میرے لئے تم سے زیادہ اہم ہے۔

وہ مایوس ہو کر تیسرے کے پاس گیا جسے وہ ذلیل سمجھتا تھا، اس کی بات نہیں مانتا تھا اور اس کی درماندگی کے زمانے میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا پس اس سے کہا کہ میں تم سے شرمندہ ہوں لیکن ضرورت مجھ کو تمہارے پاس لے آئی ہے تو تم میرے ساتھ کیا کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: میرے پاس تمہارے لئے برابری اور بھائی چارہ ہے اور تمہاری حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ گو تمہاری طرف سے کچھ غفلت ہوئی تھی۔ تو تمہیں بشارت ہو اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ میں تمہارا ایسا ساتھ دوں گا جو تمہارے لئے نہ نقصان کا باعث ہوگا اور نہ کسی اور کے حوالے کرے گا۔ پس میں تمہیں شرمندہ نہیں کروں گا اس تھوڑے عمل پر جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ بلوہر نے کہا: یہ پہلا دوست مال تھا۔ دوسرا دوست اولاد تھی۔ تیسرا دوست عملِ صالح تھا۔

شہزادہ یہ سن کر کہنے لگا بے شک یہ کھلا ہوا حق ہے پس اس دنیا اس کے غرور اور اس پر مغرور ہو جانے والے اور اس پر مطمئن ہو جانے والے کے بارے میں مجھے کچھ اور بتائیں۔ بلوہر نے کہا: ایک شہر کے رہنے والے جب ان کے پاس کوئی غریب جاہل آدمی آتا ایک سال کے لئے اپنا بادشاہ بنالیتے اور وہ اپنی جہالت کی بناء پر اس غلط فہمی میں رہتا تھا کہ یہ ہمیشہ ان پر حکومت کرتا رہے گا۔ لیکن جب سال ختم ہوتا تھا تو وہ لوگ اسے اپنے شہر سے خالی ہاتھ اور عریاں کر کے نکال دیتے تھے۔ پس وہ جلاء و بدبختی میں گرفتار ہو جاتا تھا اور کسی سے اسے بیان بھی نہ کر پاتا۔ وہ شخص جو کچھ اس پر اس کی حکومت میں گزری اور جیسا وہ ذلیل ہوا اور نقصان اٹھایا اور مصیبت و اذیت میں مبتلا ہوا اس بناء پر ٹوٹ کر رہ جاتا تھا۔ اسی طرح

انہوں نے ایک بار ایک شخص کو پکڑ کر اپنا بادشاہ بنالیا ۔ اس شخص نے اپنی غریب الوطنی پر نظر کی اور یہ کہ وہاں اس کا کوئی مونس نہ تھا تو اس نے ان لوگوں کے رواج سے باخبر ہو کر اپنے علاقے سے ایک آدمی کو طلب کیا جب وہ آگیا تو اسے اس قوم کے حالات سے آگاہ کیا اور جو مال و دولت اس وقت اسکے تصرف میں تھا اس کی طرف توجہ دلائی کہ اس میں سے جتنا ہوسکے تھوڑا تھوڑا کر کے نکالو اور اس مقام پر جمع کردو جہاں مجھے جانا ہے ۔ پس جب قوم مجھے نکال دے گی تو میں اس جمع پونجی کا رخ کروں گا جو میں نے پہلے ہی بھیج رکھی ہوگی اور جمع کر رکھی ہوگی ۔

پس اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور اس کے حکم کی قطعاً خلاف ورزی نہیں کی ۔

بلوہر نے کہا ۔ شہزادے میں سمجھتا ہوں کہ تم وہ شخص ہو جو غرباء (اجنبیوں اور پردیسیوں) سے انس نہیں رکھتے اور نہ غلبہ واقتدار پر مغرور ہو اور میں وہ شخص ہوں جسے تم نے طلب کیا ہے اور میرے پاس تمہارے لئے دلیل ، معرفت اور مفید شے ہے ۔ شہزادے نے کہا : اے حکیم آپ نے سچ کہا میں ہی وہ شخص ہوں اور آپ ہی میری وہ خواہش ہیں جسے میں نے چاہا تھا ۔ اب میرے لئے امر آخرت کی مکمل توصیف فرمائیں لیکن دنیا میری عمر کی قسم میں نے تصدیق کی اور میں نے اس دنیا سے وہ کچھ دیکھا ہے جو اس کی فنا پر میری رہنمائی کرتا ہے اور مجھ کو اس کے بارے میں بے رغبتی کی طرف متوجہ کرتا ہے اور امر دنیا میرے لئے ہمیشہ حقیر و ذلیل رہا ہے ۔

بلوہر نے کہا : اے شہزادے ! بلاشبہ ترک دنیا آخرت کی خواہش کی کنجی ہے اور جس نے آخرت طلب کی وہ اس کے دروازے تک پہنچ گیا اور اس کے حدود میں داخل ہوگیا اور تم اس دنیا کو کیوں نہ ترک کرو گے کہ اللہ نے تمہیں عقل عطا کی ہے اور تم نے دیکھا کہ اگرچہ اہل دنیا کی کثرت ہے لیکن وہ انہیں فانی جسموں میں نظر آئیں گے اور جسموں کے لئے بقاء نہیں ہے ۔ یہ اجسام ان کے لئے ضروری بھی ہیں جنہیں اس کی گرمی پگھلا دیتی ہے اور سردی جما دیتی ہے اس کی باد سموم نیزے مارتی ہے ۔ اس کا پانی غرق کردیتا ہے ۔ اس کا سورج جھلسا دیتا ہے ۔ اس کی ہوا بیمار ڈال دیتی ہے اور درندے پھاڑ کھاتے ہیں ۔ اور پرندے ٹھونگیں مارتے ہیں ۔ لوہا اس کو کاٹ دیتا ہے ۔ دوسرا اسے توڑ کر رکھ دیتا ہے ۔

پس وہ طینت کے اعتبار سے مختلف قسم کی بیماریوں ، دردوں اور امراض کا معجون مرکب ہے اور وہ اسی میں گرفتار ہے ۔ اور اس میں وہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس (دنیا) سے بچنے میں دلچسپی بھی نہیں لیتا ۔ جہاں وہ ایسی سات آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے جن سے گلو خلاصی ممکن نہیں اور وہ ہیں بھوک ، پیاس ، گرمی ، سردی ، درد ، خوف اور موت ۔ لیکن تم نے جو آخرت کے بارے میں پوچھا ہے تو میں تمنا کرتا ہوں کہ تم جسے دور سمجھتے ہو اسے قریب پاؤ اور جسے تم دشوار سمجھتے ہو اسے آسان پاؤ ۔ اور جسے تم قلیل سمجھتے ہو اسے کثیر پاؤ ۔

شہزادے نے کہا : اے حکیم آپ نے اس قوم کو دیکھا جسے میرے والد نے آگ میں جلا دیا اور اہم اصحاب کو ان سے دور کردیا ۔ بلوہر نے کہا : ہاں ۔ شہزادے نے کہا : مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ ان کی عداوت پر اکٹھا ہوگئے تھے اور ان

کے نقائص بیان کرتے تھے۔ بلوہر نے کہا: ہاں ایسا ہی تھا۔ شہزادے نے پوچھا: اس کا کیا سبب تھا؟ بلوہر نے کہا: لیکن ان کے نقائص کے لئے تمہارا قول، تو قریب تھا کہ وہ کہتے جو سچ کہتا ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا، اور جانتا ہے جاہل نہیں ہے، اور روکتا ہے اور اذیت نہیں دیتا، نماز پڑھتا ہے اور سوتا نہیں، روزہ رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا، اور بلا میں گرفتار ہو کر صبر کرتا ہے، جب فکر کرتا ہے تو نصیحت حاصل کرتا ہے، مالداروں کے مال کی اسے کوئی پرواہ نہیں اور لوگ اپنے اموال اور اہلیان کے بارے میں اس سے کوئی خوف نہیں رکھتے۔ شہزادے نے کہا: لوگ ان کی عداوت پر کیسے اکٹھا ہوگئے جب کہ آپس میں ان میں اختلاف تھا؟

بلوہر نے کہا: اس کی مثال ان کتوں کی طرح ہے جو مردار سڑی ہوئی لاش پر جمع ہوجاتے ہیں اسے دانتوں سے نوچتے ہیں اور ایک دوسرے پر بھونکتے جاتے ہیں۔ وہ مختلف رنگ اور جنس کے ہوتے ہیں۔ پس یہ فوراً اس مردار پر دوڑ پڑتے ہیں کہ اس دوران وہاں ایک انسان آجاتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر اس انسان پر لپکتے ہیں اور سب اس پر بھونکنے لگتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خوفزدہ ہوجاتے ہیں حالانکہ اس انسان کو ان کی سڑی ہوئی لاش کی کوئی طلب نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ ان سے اس بارے میں جھگڑنا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے اجنبی ہونے کی بنا پر انہیں وحشت ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو بھول جاتے ہیں گو وہ اس انسان کے آنے سے پہلے ایک دوسرے سے خوفزدہ ہوتے ہیں (کہ دوسرا اس مردار میں سے زیادہ سے زیادہ کھا جائے گا)۔

بلوہر نے کہا: سڑی ہوئی مردار لاش کی مثال متاع دنیا جیسی ہے اور کتوں کی اقسام کی مثال ان آدمیوں جیسی ہے جو دنیا کے لئے قتل و غارتگری کرتے ہیں، انسانوں کا خون بہاتے ہیں اور ان کے اموال کو لوٹتے ہیں۔ اور اس شخص کی مثال جو ان کتوں کی طرف آیا جو مردار کو کھا رہے تھے اور اسے خود اس مردار کی کوئی خواہش نہیں تھی اس دین دار شخص جیسی ہے جس نے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس میں سے نکل گیا۔ پس وہ اس بارے میں اہل دنیا سے جھگڑا نہیں کرتا اور وہ ان لوگوں کو اس بات سے نہیں روکتا کہ وہ ان سے اجنبی ہونے کی وجہ سے اس سے دشمنی کریں۔

پس اگر تم تعجب کرتے ہو تو انسانوں پر تعجب کرو کہ ان کا مقصد و ارادہ صرف دنیا، اس کی کثرت مال و اولاد، اس کا فخر اور ان کا اس پر غلبہ حاصل کرلینے کی ہمت ہے یہاں تک کہ جب دیکھتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہوگیا تو وہ اس پر سخت غضبناک ہوتے ہیں اس شخص کے مقابلے میں جو دنیا کو پکڑے ہوئے ہے تو اے شہزادے وہ کون سی دلیل ہے جو دو مختلف چیزوں کے ملاپ سے اس شخص پر جس کے لئے کوئی حجت نہ (چلتی) ہو تم دلیل کو باطل کرسکتے ہو؟ شہزادے نے کہا: میرے لئے اس کی وضاحت کریں۔

بلوہر نے کہا: بلاشبہ ایک مہربان طبیب جب ایسے جسم کو دیکھتا ہے جسے فاسد اخلاط نے ہلاکت میں مبتلا کردیا ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اسے قوی اور موٹا کردے پس اسے ایسا کھانا نہیں کھلائے گا جو گوشت اور خون پر مشتمل ہو اور مقوی ہو کیونکہ وہ

جانتا ہے کہ جب یہ کھانا فاسد اخلاط میں داخل ہوگا تو جسم کو نقصان پہنچائے گا، فائدہ نہیں پہنچائے گا اور قوی نہیں کرے گا بلکہ دوا اور کھانے سے پرہیز سے اس کا علاج کرتا ہے۔ پس جب جسم سے فاسد اخلاط نکال دے گا تو صالح خوراک اسے دے گا بس اب اسے کھانے کی خواہش ہونے لگے گی چنانچہ مریض اللہ کی مشیت سے موٹا بھی ہوگا، قوی بھی اور وزن بھی بڑھ جائے گا۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم مجھے بتایئے کہ کھانے پینے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

حکیم نے کہا: لوگوں میں مشہور ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ایک بڑے ملک پر حکومت کرتا تھا کثیر لاؤ لشکر اور اموال رکھتا تھا اس نے ایک اور بادشاہ سے جنگ چھیڑ دی تاکہ اپنا ملک اس کے ملک سے اور اپنا مال اس کے مال سے بڑھا لے۔ پس اپنے لشکروں اور سامان جنگ، عورتوں، اولاد اور خزانے لیکر اس کی طرف چلا۔ جب اس سے مقابلہ ہوا تو اس پر غالب آگیا اور اس نے اس کے لشکر کو فنا کر دیا پس وہ بادشاہ بھاگا۔ اس کی عورتوں اور بچوں کو حقارت سے ہنکایا گیا۔ شام کے وقت وہ ایک نہر کے کنارے پر پہنچے۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو (منہ باندھ کر) پابند کر دیا تھا کہ کہیں ان کے ہنہنانے سے دشمن ان کا سراغ نہ پا جائیں۔ پس انہوں نے نہر کے کنارے پر رات گزاری اور وہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز ہر طرف سے سن رہے تھے۔ نہ انہیں کھلے میدان تک پہنچنے کا موقع تھا اور نہ نہر کو عبور کرنے کی طاقت اور حالت ایسی تھی کہ دشمن کے پڑاؤ کی وجہ سے وہاں سے نکلنا ممکن نہ تھا وہ ایک تنگ مقام میں تھے جہاں سردی انہیں ستا رہی تھی اور وہ خوفزدہ تھے۔ بھوک نے انہیں کمزور کر دیا۔ نہ ان کے پاس کھانا تھا نہ ان کے ساتھ زاد راہ تھا اور نہ مال و اسباب تھا۔ بادشاہ کے چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے تھے اور اس ابتلاء سے رو رہے تھے جس میں وہ گرفتار تھے۔ پس اس طرح دو دن گزر گئے پھر اس کا ایک بیٹا مر گیا تو اسے نہر میں ڈال دیا گیا۔ دوسرا دن آیا تو اس نے بیوی سے کہا: ہم سب کے سب عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں۔ اگر کچھ لوگ ہم میں سے باقی رہیں اور کچھ ہلاک ہو جائیں تو اس سے بہتر ہے کہ ہم سب کے سب ایک ساتھ مر جائیں۔ اور میری رائے یہ ہے کہ ان بچوں میں سے ایک بچے کو ذبح کر دیا جائے تاکہ وہ ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے خوراک کا باعث بنے یہاں تک کہ اللہ ہمارے لئے کشائش کا انتظام کر دے۔ اگر ہم نے اس میں تاخیر کی تو روز بروز کمزور اور لاغر ہوتے جائیں گے۔ پھر ہم ان کے گوشت سے شکم سیر بھی نہیں ہو سکیں گے تا آنکہ ہم بھی کمزور ہو جائیں گے اور چلنے پھرنے کا قابل نہیں رہیں گے۔ اس کے علاوہ اب ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس کی بیوی نے بھی اس امر سے اتفاق کیا۔ پس بیٹوں میں سے ایک کو ذبح کر دیا گیا اور سب کے درمیان رکھ دیا تو انہوں نے اس میں سے کھایا تو اے شہزادے اس مضطر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بتاؤ کہ زیادہ کھانے والے کتے اور ایک مجبور اور مضطر شخص کے قلیل کھانے میں کیا فرق ہے؟

شہزادے نے کہا: قلیل کھانے والا بہتر ہے۔

حکیم نے کہا: اے شہزادے میرا دنیا میں اسی طرح کھانا پینا ہے کہ میں مجبوراً کھا پی رہا ہوں۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم جس کی طرف آپ مجھے دعوت دے رہے ہیں کیا وہ ایسی چیز ہے جو لوگوں کی نظر میں ان کی عقلوں اور ہوش مندیوں کے مطابق ہے یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر اسے پسند کیا۔ یا اللہ نے اس کی طرف ان کو بلایا تب انہوں نے اس کو قبول کیا۔ اس امر سے بلند اور لطف کی بات یہ ہے کہ زمین والوں سے یا ان کی رائے سے اس کی تدبیر کی گئی ہے اور مگر یہ امر اہل زمین کی طرف سے ہے تو انہوں نے اس کے کام، اس کی زینت، اس کی حفاظت اور اس کے حقوق، اس کی نعمتوں، اس کی لذتوں، اس کے لہو و لعب اور اس کی خواہشوں کی طرف دعوت دی ہے لیکن یہ امر غریب ہے اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے روشن دعوت ہے اور سیدھا راستہ ہے جو اہل دنیا کے اعمال کے برخلاف ہے اور ان کا مخالف ہے۔ ان پر عیب لگانے والا ہے، طعن و تشنیع کرنے والا ہے، ان کی خواہشوں کو بدلنے والا ہے اور انہیں اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والا ہے اور یہ واضح ہے اس شخص کے لئے جو تنبیہ حاصل کرے اور جو نالائق افراد ہیں یہ امر ان سے چھپا ہوا ہے یہاں تک کہ اللہ حق کو اس کی پوشیدگی کے بعد ظاہر کرے گا اور بلند کلمہ اور ان لوگوں کا کلمہ بنائے گا جس سے کمینے لوگ لاعلم ہیں۔

شہزادے نے کہا: آپ نے سچ کہا اے حکیم۔

پھر حکیم نے کہا: انسانوں میں ایسے ہوتے ہیں جو رسولان علیہم السلام کے آنے سے پہلے تفکر کرتے ہیں پس وہ درست راہ پر ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں رسول آنے کے بعد بلاتے ہیں تو وہ لبیک کہتے ہیں اور تم اے شہزادے وہ ہو کہ جس نے اپنی عقل سے تفکر کیا پس تم بھی راہ راست پر ہو۔

شہزادہ نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں انسانوں میں سے کوئی ایک آپ کے علاوہ بھی ایسا ہے جو ترک دنیا کی دعوت دیتا ہو؟ حکیم نے کہا: اس ملک میں تو نہیں ہے لیکن تمام امتوں میں ایسی قوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی زبانوں سے اختیار کرتے ہیں اور اپنے اعمال سے اس کا حق ادا نہیں کرتے تو ہمارا راستہ اور ان کا راستہ مختلف ہے۔

شہزادے نے کہا: کیسے؟ تم حق کے ساتھ خود کو ان سے بہتر سمجھتے ہو؟ اور بہاشہ یہ امر غریب تم تک بھی وہیں سے آیا جہاں سے ان تک آیا۔ حکیم نے کہا: تمام حق اللہ عزوجل کی طرف سے ہی آیا ہے اور بے شک (اللہ) تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی طرف بلایا۔ تو قوم نے اسے حق اور شرائط کے ساتھ مان لیا۔ یہاں تک کہ اس کے اہل کی طرف لوٹایا جیسا کہ حکم دیا گیا تھا۔ نہ انہوں نے ظلم کیا نہ خطا کی اور نہ اسے ضائع کیا اور دوسروں نے اس طرح قبول کیا کہ نہ اس کے حق اور شرائط کے لئے قیام کیا اور نہ اس کے اہل کی طرف لوٹایا اور نہ اس میں ارادہ کی پختگی دکھائی اور نہ ان کا عمل چھپا ہوا راز تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے ضائع کیا اور اسے بوجھ سمجھا پس ضائع کرنے والا محفوظ کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا، نہ مقصر مصلح کی طرح ہوتا ہے، نہ صابر ہے بے صبرے کی طرح ہوتا ہے۔ پس ہم ان کے مقابلے میں حق سے زیادہ قریب

اور ان سے بہتر ہیں ۔ اور بعض امتیں اپنے نبی کے بعد کچھ عرصہ زمانے کے گزرنے کے بعد اس پر ٹھہری رہیں کہ ان میں کوئی تغیر و تبدیل نہیں ہوا ۔ پھر اس کے بعد لوگ مختلف حوادث میں مبتلا ہوگئے اور خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے لگے اور علم کو ضائع کرتے رہے ۔ تو جو شخص عالم معتبر ہوتا تھا وہ اپنی شخصیت کو مخفی رکھتا تھا اور اپنے علم کو ظاہر نہیں کرتا تھا لوگ اس کو نام سے پہچانتے تھے لیکن اس کے مقام تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے تھے ۔ اور ان میں سے وہی لوگ باقی رہ گئے جو اہل علم میں بے خسیس و لئیم تھے اور جاہل اور باطل لوگوں کے اوپر چھائے ہوئے تھے ۔ علم کو گمنام کر رہے تھے اور جہل کا برملا اظہار کر رہے تھے اور صدیاں گزر رہیں تھیں لیکن وہ اپنے جہل اور باطل کو پہچان نہیں رہے تھے اور جاہلوں کا غلبہ ہو رہا تھا اور کثرت بڑھتی جارہی تھی ۔ اور علماء گوشہ گمنامی اور قلیل تعداد میں تھے ۔ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانیوں کو تبدیل کر دیا تھا ۔ اور اس کے راستے کے ارادے کو ترک کر دیا تھا ۔ اور وہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تنزیل کے اقرار کرنے والے تھے اور اپنی تاویل کا اتباع کرنے والے تھے وہ اس صفت سے متعلق تھے اور اس کی حقیقت کے ترک کرنے والے تھے اور اس کے احکام کے مخالف تھے پس ہر صفت کے رسول آئے کہ جو اس کی طرف دعوت دیتے تھے ۔ پس ہم اس صفت میں ان کے موافق تھے اور ان انبیاء کے احکام اور ان کی سیرت کے مخالف تھے اور ہم کسی چیز کے بارے میں ان کی مخالفت نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان پر کوئی واضح حجت اور عدل پر مبنی کوئی دلیل نہ ہوگی ۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں کی موجودگی میں ہمارے سامنے ہوتی پس ہر ایک ان (انبیاء) میں سے کچھ حکمت کے متعلق گفتگو کرتا تھا تو وہ ہمارے لئے اور ہمارے اور ان کے درمیان اس پر گواہ بنتا تھا کہ ہماری صفت اور صورت اور حکم ان کے موافق ہے اور اس پر بھی گواہی دیتا تھا کہ وہ ان کی سنت اور ان کے اعمال کا مخالف ہے پس وہ کتاب کو سوائے اس کی تعریف کے نہ جانتے تھے اور نہ دین کے نام سے وہ واقف تھے ۔ وہ حقیقتاً اہل کتاب میں سے نہیں تھے کہ اس پر قیام کر سکیں ۔

شہزادے نے کہا کہ وہ انبیاء و رسل علیہم السلام جو ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے تک آئے ان کا حال کیا ہے ؟

حکیم نے کہا کہ اس کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے کہ جس کی زمینیں بنجر ہوں اور جس میں آبادی نہ ہو ۔ پس جب اس نے چاہا کہ اس کی آبادی کے لئے متوجہ ہو تو اس ملک کی طرف قوی، امین اور ناصح شخص کو بھیجا ۔ پھر اس کو حکم دیا کہ اس زمین کو آباد کرے اور یہ کہ مختلف اقسام کے درخت اور طرح طرح کے کھیتوں کو سیراب کرے پھر اس کا نام ملک رکھا جو رنگ برنگ زراعتوں سے پر ہو گیا اور طرح طرح کے کھیتوں سے مشہور و معروف ہو گیا اور پھر اس قوی، امین اور ناصح شخص کو حکم دیا کہ وہ اس نام زد ملک کے ساتھ دشمنی نہیں کرے اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں کرے جس کا حکم اس کے سردار نے نہ دیا ہو ۔ اور اس کو حکم دیا کہ اس میں ایک نہر نکالے اور ایک چار دیواری کھینچ دے اور اس کی روک تھام کرے کوئی مفسد اس کو تباہ و برباد کرے تو وہ رسول جس کو اس زمین کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو اس کے بنجر ہونے کے باوجود از سر نو حیات بخشی اور اس کی ویرانی کو آبادی میں تبدیل کیا اور اسے سینچا اور ان اقسام کی کاشت کی کہ جس کا اس

کو حکم دیا گیا تھا ۔ پھر اس زمین کی طرف پانی پہنچایا ۔ تاکہ کھیتی اگے اور زراعت پھولے پھلے ۔ پھر وہ کچھ عرصہ رہا ۔ یہاں تک کہ اس زمین کو بنانے سنوارنے والے کو موت آگئی ۔ اور اس کے بعد اس کے قائم مقام آگئے ۔ اور اس کے بعد میں آنے والے اس کے قیام کے خلاف گئے اور اس امر پر انہوں نے غلبہ حاصل کر لیا ۔ آبادی کو ویران کر دیا ، نہروں کو خشک کر دیا ، ساری تری خشکی میں تبدیل ہو گئی اور کھیتی برباد ہو گئی ۔ جب اس کے رسول کے بعد اس کی مخالفت پر زمین تباہ ہو گئی تو بادشاہ نے اس کی طرف ایک دوسرا نگراں بھیجا جو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کی کایا پلٹ دے نیز اصلاح بھی کرسکے جیسا کہ وہ پہلے تھی ۔ اسی طریقہ سے انبیاء اور رسل علیہم السلام ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل ایک کے بعد دوسرے کو بھیجتا ہے اور وہ لوگوں کے معاملات کو ان کی تباہی کے بعد اصلاح کرتے ہیں ۔

شہزادے نے کہا : کیا انبیاء و رسل علیہم السلام مخصوص کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ عام افراد کے لئے ہوتا ہے ؟ جوہر نے کہا : بیشک انبیاء و رسل جب آتے ہیں تو عوام کو دعوت دیتے ہیں تو جو لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان میں شامل ہو جاتے ہیں اور جو ان کی نافرمانی کرتے ہیں ان کا شمار ان میں نہیں ہوتا اور زمین کبھی اس بات سے خالی نہیں ہوتی کہ اللہ عزوجل کا اس کے انبیاء ، رسولوں اور اس کے وصیوں میں سے کوئی اطاعت کردہ شخص نہ ہو اور اس کی مثال اس پرندہ کی طرح ہے جس کو قدم (ایک قسم کا پرندہ) کہا جاتا ہے اور وہ سمندر کے کنارے پر ہوتا ہے اور بہت زیادہ انڈے دیتا ہے اور بچوں کی کثرت کا خواہشمند ہوتا ہے ۔ اور ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ وہ اس سے معذور ہو جاتا ہے کیونکہ کسی دوسری سرزمین کی طرف اس کے لئے کوچ کا وقت آجاتا ہے ۔ تو وہ اس خوف سے اپنے انڈوں کو کہ وہ اس کی شفقت کی محرومی کی وجہ سے خراب نہ ہو جائیں ۔ مختلف پرندوں کے گھونسلوں میں رکھ دیتا ہے تو پرندے اپنے انڈوں کے ساتھ اس کے انڈے کو بھی سیتے ہیں ۔ اور ان کے بچوں کے ساتھ اس کا بچہ بھی نکل آتا ہے ۔ اور جب کچھ مدت گزر جاتی ہے تو قدم کے چوزے پرندوں کے چوزوں کے ساتھ باہمی الفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان سے مانوس ہو جاتے ہیں پس جب قدم اپنی جگہ واپس آتا ہے تو وہ پرندوں کے گھونسلوں میں رات کے وقت پہنچتا ہے تو اپنے چوزوں اور دوسروں کے چوزوں کی آوازوں کو سنتا ہے پس جب اس کا چوزہ اس کی آواز کو سنتا ہے تو بولنے لگتا ہے اور دوسرے پرندوں کے چوزے بھی جو اس کے ساتھ الفت رکھتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ بولنے لگتے ہیں ۔ گویہ ضروری نہیں ہے کہ قدم کے بچے اپنے محبوب ساتھیوں کی وجہ سے اس کے بلاوے کا جواب دیں ۔ اسی طرح انبیاء ہیں کہ وہ لوگوں کو (دین کی طرف) دعوت دیتے ہیں تو اہل حکمت و عقل بفیض حکمت ان کی معرفت کی وجہ سے ان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں ۔ اس پرندے کی مثال جس نے اپنی آواز بلند کی ان انبیاء و رسولوں کی طرح ہے جن کی دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور مختلف پرندوں کے گھونسلوں میں رکھے ہوئے انڈوں کی مثال حکمت کی مثال ہے اور تمام پرندوں کے چوزوں کی قدم کے چوزے کے ساتھ مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے رسولوں کے آنے سے پہلے حکماء کی باتوں کو قبول کیا ۔ اس لئے کہ اللہ

عزوجل نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو وہ فضل اور (صلاحیت) رائے بخشی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہیں دی۔ اور ان کو وہ جنہیں، نور اور ضیاء عطا کئے ہیں جو ان کے غیر کو نہیں دیئے۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے کہ جب وہ رسالت کا ابلاغ اور اس کی حجتوں کے نزول کا ارادہ کرتا ہے اور جب رسول آتے ہیں اور ان کی دعوت غالب ہوتی ہے تو لوگوں میں سے بھی کچھ لوگ ان کو قبول کرتے ہیں۔ جنہوں نے حکماء کو قبول نہیں کیا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت میں روشن اور واضح دلیل کو رکھا ہے۔

شہزادے نے کہا: آپ کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول اور انبیاء لاتے ہیں وہ انسانوں کا کلام نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل کا کلام ہی دراصل کلام ہے اور اس کے فرشتوں کا کلام بھی کلام ہے۔ حکیم نے کہا: کیا تم نے لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جب وہ بعض چوپاؤں اور پرندوں کے متعلق چاہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی پہلے رہے کوئی بعد میں، کوئی آگے رہے کوئی پیچھے رہے تو وہ چوپاؤں اور پرندوں کے لئے جو کہ ان کے کلام کو سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں اپنے منہ سے سیٹی کی آواز یا چیخ کی آواز نکالتے ہیں اور چوپائے اور پرندے اس طرح کی آوازوں پر ان کی خواہش کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ ان کی بات کو سمجھنے کے اہل نہیں ہیں۔ اسی طرح بندے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل اور ملائکہ کے کلام کو اس کی حقیقت، کمال، لطف اور صفت کو ساتھ جاننے سے عاجز ہیں تو عوام الناس ان آوازوں کی طرف جو حکمت کے ذریعے چوپاؤں اور پرندوں کے مشابہ وضع کی گئی ہیں رجوع کرتے ہیں یہ آواز اس حکمت کی جگہ ہے کہ جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ آوازیں عوام الناس کے درمیان واضح، قوی، روشن، شرف والی اور عظمت والی ہیں اور حکمت ان معانی کے مختلف موقعوں پر واقع ہونے سے ان کو نہیں روکتی اور اس ابلاغ سے بھی نہیں روکتی کہ جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر حجت قائم کی ہے۔ آواز حکمت کے لئے جسم اور مسکن کی طرح ہے اور حکمت آواز کے لئے نفس و روح کی حیثیت رکھتی ہے اور لوگوں میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ حکمت کے کلام کی گہرائی پر نفوذ حاصل کرسکیں۔ اور نہ وہ اپنی عقلوں کے ذریعے اس کا احاطہ کرسکتے ہیں۔ اور اس سے پہلے علماء نے اپنے علم میں فضیلت حاصل کی ہے۔ پس ہمیشہ ایک عالم دوسرے عالم سے علم حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ علم کا مرجع اللہ عزوجل کی وہ ذات ہے جس کی طرف سے وہ علم آیا ہے۔ اسی طرح علماء ہیں جو حکمت اور علم سے وہ کچھ پاتے ہیں جس کے ذریعے سے وہ جہل سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن ہر صاحب فضل کے لئے اس کا فضل کافی ہوتا ہے جس طرح سے لوگ سورج کی روشنی سے وہ نفع حاصل کرتے ہیں جو ان کی ضروریات زندگی اور جسموں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ وہ سورج کو اپنی نگاہوں سے دیکھ سکیں جو کہ فطری آنکھ کی طرح ہے جو بظاہر اس کا مقام اجراء ہے لیکن اس کا عنصر پوشیدہ ہے تو لوگ اس تری سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کو قبول کرلیتے ہیں اور اس کے تہہ تک نہیں پہنچتے۔ اور اس آنکھ کی مثال ان روشن ستاروں کی طرح ہے کہ جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں لیکن وہ ان کے اصل مقام سے واقف نہیں ہوتے۔

پس میں نے جو کچھ بیان کیا حکمت ان سب سے اشرف، ارفع اور عظیم ہے۔ وہ تمام نیکیوں کے بند دروازے کی چابی ہے۔ اور ہر برائی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ وہ آب حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ کبھی نہیں مرے گا اور بیماری سے شفا ہے کہ جس نے اس کے ذریعے شفا طلب کی وہ کبھی بیمار نہیں پڑے گا۔ اور سیدھا راستہ ہے کہ جس نے اسے اختیار کیا وہ کبھی نہیں بھٹکے گا۔ وہ اس اللہ کی مضبوط رسی ہے کہ جو بخشش (وعظ) کی تکرار سے تھکتا نہیں۔ جس نے اس سے تمسک کیا اسے اندھے پن سے بچاتی ہے اور جس نے اسے پکڑ لیا وہ کامیاب ہوا اور ہدایت پا گیا اور اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا (یعنی دین پر مضبوطی سے قائم ہو گیا)۔ شہزادے نے کہا آپ نے فضل و شرف، بلند اور قوت، منفعت اور کمال و برہان سے جس حکمت کی تعریف کی ہے اگر وہ تمام انسانوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی تو اس کا کیا فائدہ؟ بلوہر نے کہا علم و حکمت کی مثال آفتاب کی سی ہے جو گورے، کالے، چھوٹے اور بڑے پر اپنی روشنی ڈالتا ہے۔ تو جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اسے روکتا نہیں اور نہ وہ قریب اور بعید کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص چاہے کہ آفتاب سے فائدہ حاصل نہ کرے تو اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور نہ سورج تمام لوگوں کو اس سے روکتا ہے اور نہ لوگوں اور ان کے فائدے کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اسی طرح حکمت کا حال ہے کہ وہ قیامت تک لوگوں کے درمیان رہے گی۔ حکمت تمام لوگوں میں عام ہے مگر یہ کہ لوگ اس میں ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے ہیں اور سورج جب دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے تو وہ تین قسم کے لوگوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ تو ان میں سے جو صحیح نظر والا ہے اس کو روشنی فائدہ پہنچاتی ہے اور نظر کو قوی بناتی ہے اور ان میں سے کچھ اندھے ہیں جو اس بے بصارتی کے حامل ہوتے ہیں کہ اگر ان پر ایک سورج یا بہت سے سورج طلوع ہو جائیں تو انہیں ذرا بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کچھ کمزور بصارت والے ہوتے ہیں کہ جن کا شمار نہ اندھوں میں ہوتا ہے نہ نگاہ والوں میں۔ اسی طرح حکمت ہے جو دلوں کا سورج ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے تو وہ بھی تین منزلوں میں بٹ جاتا ہے۔ پہلی منزل ان صاحبان بصیرت کی ہے جو حکمت کو سمجھتے ہیں اور ان کا شمار اہل حکمت میں ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں۔ اور دوسری منزل ان اندھوں کی ہے جن کے دل ان کے انکار حکمت کی وجہ سے سست ہو جاتے ہیں۔ اور حکمت قبول کرنے کو ترک کر دیتے ہیں جس طرح کہ اندھوں سے سورج کی روشنی غائب ہوتی ہے۔ اور تیسری منزل ان مریضان قلوب کی ہے جن کا علم بہت کم ہوتا ہے جن کا عمل ضعیف ہوتا ہے اور ان کے نزدیک برائی اور اچھائی اور حق و باطل برابر ہوتے ہیں۔ اور بے شک سورج جن لوگوں پر زیادہ طلوع ہوتا ہے وہ وہی حکمت ہے کہ جس سے لوگ اندھے ہوتے ہیں۔

شہزادے نے کہا کیا کوئی آدمی حکمت قبول نہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ اس کا منکر رہے پھر اسے قبول کرے اور اس کی طرف بازگشت کرے۔ بلوہر نے کہا: ہاں حکمت کے بارے میں لوگوں کے زیادہ

تر حالات یہی ہیں ۔

شہزادے نے کہا: کیا ان باتوں کو میرے والد نے کبھی سنا؟ بلوہر نے کہا: نہیں میں نے ان کو صحیح طریقہ سے سنتے ہوئے نہیں پایا جو ان کے دل میں اتر جاتا اور نہ کسی شفیق ناصح نے ان سے اس بارے میں کلام کیا۔

شہزادے نے کہا: ان حکماء نے معمر ہونے کے باوجود کس طرح اسے ترک کیا (کہ معمر شخص بے خوف ہو جاتا ہے)۔

بلوہر نے کہا: انہوں نے موقع محل کی مناسبت کی وجہ سے اسے ترک کر دیا بلکہ اس کو اس شے کے لئے چھوڑ دیا جو تمہارے باپ کے لئے بطور انصاف کے زیادہ اچھی اور بحیثیت نفس کے زیادہ نرم اور بحیثیت شنوائی کے زیادہ بہتر تھی یہاں تک کہ جو آدمی کسی آدمی کے ساتھ عمر طویل کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور ان کے درمیان موانست و مودت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے اور ان کے درمیان کوئی شے سوائے دین و حکمت کے تفریق پیدا نہیں کرتی اور وہ اس کے اوپر جزع وفزع کرتا ہے اور اس کے لئے دردناک ہوتا ہے پھر بھی اس پر حکمت کے اثرات واضح نہیں ہوتے اس لئے کہ اس نے ان کے لئے کوئی موقع نہیں دیکھا اور ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک عقلمند بادشاہ جو لوگوں سے قریب تھا ان کے امور کی اصلاح کرنے والا تھا، حسن نظر کا مالک اور انصاف کرنے والا تھا اس کا ایک وزیر بھی بڑا نیک اور سچا تھا جو اصلاح کے سلسلے میں اس کا مددگار تھا اور جو اس کی نصرت کرتا اور اس کے امور میں مشورے دیتا تھا۔ یہ وزیر مہذب اور عاقل تھا، دین دار، پرہیزگار اور دنیا سے بے رغبت تھا، اہل دین سے ملاقات کرتا تھا، ان کی باتوں کو سنتا تھا، ان کی فضیلت کو پہچانتا تھا، ان کو مانتا تھا اور ان سے بھائی چارگی اور محبت کا تعلق رکھتا تھا اور بادشاہ کے حضور اس کو مرتبہ اور خصوصیت حاصل تھی۔ بادشاہ اس سے کسی امر کو چھپاتا نہیں تھا اور وزیر بھی اسی منزلت پر فائز تھا لیکن دینی امور کے متعلق بادشاہ کو مطلع نہیں کرتا تھا اور نہ حکمت کے رازوں کو اس پر آشکارا کرتا تھا دونوں نے اسی طرح ایک طویل عرصہ گزارا اور وزیر جب کبھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو بتوں کو سجدہ کرتا اور ان کی تعظیم کرتا اور بہت کچھ بطور جہالت اور ضلالت اور تقیہ کے طور پر کرتا تھا گو وزیر پر یہ سب شاق گزرتا تھا آخر اس نے اپنے احباب اور بھائیوں سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ تم خود اپنی طرف اور اپنے ساتھیوں کی طرف نظر ڈالو اور کوئی گفتگو کا موقع دیکھ کر بادشاہ سے گفتگو کرو اور اس تک حق بات پہنچاؤ ورنہ تم اس کی اپنی ذات کے خلاف مدد کر رہے ہو اور اپنے اہل دین کے خلاف اس کو ہیجان میں مبتلا کر رہے ہو۔ کیونکہ بادشاہ کو اس طرح دھوکا نہیں دینا چاہیئے اور نہ اس کی شان و شوکت سے بے خوف رہنا چاہیئے۔ تو وزیر اس اہتمام کے لئے کمر بستہ رہا اور اس امید میں بادشاہ کا رفیق بنا رہا کہ فرصت ملی تو اسے نصیحت کرے گا یا گفتگو کے لئے کوئی موقع ملا تو یہ بات اس تک پہنچائے گا۔

بادشاہ باوجود اپنی گمراہی کے بہت متواضع اور نرم دل تھا۔ اپنی رعیت کے بارے میں اس کا طریقہ کار اچھا تھا۔

وہ ان کی اصلاح کا حریص تھا اور ان کے امور میں گہرائی تک پہنچنے والا تھا۔ پس کچھ عرصے کے بعد وزیر کو بادشاہ کی معیت حاصل ہوئی بادشاہ نے ایک رات جب کہ لوگ نیند میں مشغول تھے وزیر سے کہا: کیا تم میرے ساتھ سیر کرنے کے لئے شہر چل سکتے ہو تاکہ ہم لوگوں کے حالات اور ان مصائب کے آثار کو دیکھ سکیں جن میں وہ مبتلا ہیں۔ وزیر نے حامی بھری اور دونوں شہر کے گردونواح میں گھومنے کے لئے چلے۔ ان دونوں کا گزر راستے میں ایک کوڑہ گھر (مزبلہ) پر ہوا جو ایک پہاڑی کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے اس کوڑہ گھر کے گرد آگ کی روشنی دیکھی تو وزیر سے کہا: اس واقعے کو دیکھنے کے لئے اترو تاکہ ہم پیدل اس کے قریب پہنچیں اور معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ پس ان دونوں نے ایسا کیا۔ جب وہ روشنی کے مخرج تک پہنچے تو انہیں غار کے مشابہ ایک گڑھا نظر آیا جس میں ایک مسکین تھا۔ پھر انہوں نے غار کو اچھی طرح دیکھا تو انہیں کوئی اور مرد نظر آیا۔ اور وہ مسکین انتہائی بدہیئت تھا۔ اس کے بدن پر کوڑا گھر کے پھٹے ہوئے کپڑوں کا لباس تھا وہ کوڑے کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے ایک بڑی چھاگل رکھی ہوئی تھی جس میں شراب تھی اور اس کے ہاتھ میں طنبورہ تھا جسے وہ بجا رہا تھا اور اس کی عورت بھی پھٹے ہوئے لباس میں اس کے سامنے تھی جو اس کو شراب پلا رہی تھی اور وہ جب اس کو مارتا تھا تو وہ رقص کرتی تھی۔ وہ عورت اسے شراب پلا کر بادشاہوں کی سی تعظیم دیتی تھی۔ وہ مرد اس عورت کو سیدۃ النساء کے نام سے پکارتا تھا۔ اور وہ دونوں اپنے آپ کو حسین وجمیل سمجھ رہے اور ان کے مابین خوشی، مسرت اور ایسا طرب تھا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بادشاہ اپنے دونوں پیروں پر مضبوطی سے کھڑا ہوا تھا اور وزیر بھی اس منظر کو دیکھ رہا تھا اور یہ دونوں ان دونوں کی لذت اور پسندیدگی جو ان کے مابین تھی کو تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ پھر بادشاہ اور وزیر واپس ہوئے۔ بادشاہ کہنے لگا۔ تمہیں اور مجھے کیسا محسوس ہوا جو زمانے نے اس رات لذت، سرور اور خوشی ہمیں عطا کی ہے۔ میرا ان دونوں کے متعلق خیال ہے کہ وہ ہر رات اسی طرح عمل کرتے ہیں۔ پس وزیر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ دیر بعد بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ مجھے ڈر ہے کہ ہماری دنیا بھی اسی قسم کے دھوکے کی بنی ہو اور آپ کا ملک اور وہ چیز جس میں ہم خوشی اور مسرت محسوس کر رہے ہیں جو ہماری نگاہوں میں ہے۔ کون جانتا ہے کہ یہ ہمیشگی کی سلطنت بھی اس کوڑا گھر کی طرح ہو اور ان دونوں افراد کی طرح ہو جنہیں ہم نے دیکھا ہے۔ کون اسے سمجھ سکتا ہے اس شخص کی طرح جو سعادت اور آخرت کے ثواب کی امید رکھتا ہے اس گھر کی طرح کہ جسے ہم نے دیکھا ہے۔ اور ہمارے جسم جو طہارت اور تازگی اور حسن و صحت کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں اس بدہیئت آدمی کے جسم کی طرح ہوں اور ہماری حیرانی سے لوگوں کو تعجب ہو جس طرح ہم ان دونوں افراد کو اس حالت میں دیکھ کر متعجب ہوئے۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم اس صفت کا کسی کو اہل پاتے ہو؟ وزیر نے کہا: جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ وزیر نے کہا: وہ اہل دین ہیں جنہوں نے آخرت کے ملک اور اس کی نعمتوں کو پہچانا پھر ان کو طلب بھی کیا۔ بادشاہ

نے کہا: آخرت کا ملک کیا ہے؟ وزیر نے کہا۔ وہ ایسی نعمت ہے جس کے بعد ہلاکت نہیں ہے ۔ اور ایسی تونگری ہے جس کے بعد کوئی فقیری نہیں ۔ اور ایسی خوشی ہے جس سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں اور ایسی صحت ہے جس کے بعد کوئی بیماری نہیں ۔ اور ایسی رضامندی ہے جس کے بعد کوئی ناراضگی نہیں اور ایسا امن ہے کہ جس کے بعد کوئی خوف نہیں اور ایسی حیات ہے جس کے بعد موت نہیں اور ایسی سلطنت ہے جس کے بعد زوال نہیں ۔ وہ ایسا ہمیشہ رہنے والا گھر ہے اور ایسا زندگی والا گھر ہے جس سے کبھی جدائی نہیں ہوگی اور جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوگی ۔ اللہ عزوجل نے دار آخرت کے ساکنوں کے لئے نہ بڑھاپا رکھا نہ بیماری، نہ مشقت، نہ تھکن، نہ بھوک، نہ پیاس، نہ موت ۔ یہ ملک آخرت کی تعریف ہے اور اسے بادشاہ یہی اس کی معلومات ہیں ۔

بادشاہ نے کہا کیا اس گھر کی خواہش کی جاسکتی ہے اور کیا اس میں داخل ہونے کی کوئی سبیل ہے؟ وزیر نے کہا ہاں یہ دار آخرت اپنے طالب کو میسر آجاتا ہے اور جو اس کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے کامیاب ہوجاتا ہے ۔ بادشاہ نے کہا: آج سے پہلے تمہیں مجھے یہ بات بتانے سے کس نے روکا تھا؟ وزیر نے کہا: مجھے اس بات سے آپ کے جاہ و جلال اور ہیبتِ سلطانی نے روکا تھا ۔ بادشاہ نے کہا جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اگر یقینی طور پر یہ بات ہے تو ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس کو فراموش کردیں اور ہمیں اس تک پہنچنے کے لئے جدوجہد ترک نہیں کرنی چاہیے ۔ لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس دار آخرت کی خبر ہمارے لئے صحیح اور درست ہوجائے ۔ وزیر نے کہا: اے بادشاہ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں آپ سے اس کا ذکر بار بار کرتا رہوں؟ بادشاہ نے کہا: بلکہ میں تمہیں یہ حکم دے رہا ہوں کہ اس کا تذکرہ رات دن مجھ سے کرو ۔ اور کسی وقت اس تذکرے کو روکو نہیں ۔ کیونکہ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے کہ جسے آسان نہیں سمجھنا چاہیے ۔ اور اس جیسے کام سے غفلت نہیں برتنی چاہیے ۔

اور یہی بادشاہ اور وزیر کی نجات کی راہ تھی ۔

شہزادے نے کہا ۔ میں ان امور سے اور اس راستے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ۔ بلکہ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی ہے کہ میں تمہارے ساتھ رات کو اسی مقام پر جاؤں جہاں سے تمہیں یہ بات معلوم ہوئی ۔ بلوہر نے کہا ۔ آپ میرے ساتھ کس طرح جاسکتے ہیں اور میری ہم نشینی پر کس طرح صبر کرسکتے ہیں جبکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میری حفاظت کرے اور نہ میرے پاس سواری کے لئے جانور ہے، نہ میں سونے چاندی کا مالک ہوں، نہ میرے پاس رات کے کھانے کے لئے غذا ہے، نہ میرے پاس کپڑے ہیں اور نہ میں مستقل طور پر کسی شہر میں ٹھہرتا ہوں ۔ یہاں تک کہ اس سے روگردانی اختیار کرتا ہوں ۔ اور نہ میرے پاس ایک سرزمین سے دوسری سرزمین تک پہنچنے کے لئے کوئی مستقل زادِ راہ ہوتا ہے ۔ شہزادے نے کہا: مجھے بھی وہی چیز قوی کرے گی جس نے تمہیں قوی کیا ہے ۔ بلوہر نے کہا: لیکن یہ کہ اگر تم میری ہم نشینی کا خیال چھوڑ دو تو تم زیادہ صاحبِ خلق ہوگے اور اس غنی کی طرح ہوگے جو کسی فقیر کا

قرابت دار ہو۔

یوذاسف نے کہا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ بلوہر نے کہا: یوں سمجھو کہ ایک جوان مالداروں کی اولاد میں سے تھا اس کا باپ اس کے چچا کی بیٹی سے اس کی شادی کرنا چاہتا تھا جو صاحب مال و جمال تھی۔ لیکن وہ جوان اس بات پر متفق نہیں تھا۔ اس نے اپنی ناپسندیدگی سے اپنے باپ کو مطلع بھی نہیں کیا بلکہ کسی دوسری جگہ چلا گیا۔ راستے میں ایک لونڈی سے ملاقات ہوئی جس کے بوسیدہ کپڑے تھے اور جو مفلوک الحال لوگوں کے گھر کے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی اسے پسند آگئی۔ تو اس نے اس لڑکی سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس گھر میں رہنے والے ایک بوڑھے آدمی کی بیٹی ہوں۔ اس جوان نے اس بوڑھے شخص کو آواز دی اور اس تک پہنچا۔ پھر اس نے کہا: کیا تم اپنی اس بیٹی کی مجھ سے شادی کر دو گے؟ اس بوڑھے نے کہا: تم فقیروں کی بیٹیوں سے شادی کرنے والے نہیں ہو کیونکہ تم مالداروں میں سے ایک جوان ہو۔ تو وہ کہنے لگا مجھے یہ لڑکی اچھی لگی ہے اور میں صاحب حسب اور مالدار عورت سے بھاگ کر آیا ہوں۔ جس کی شادی مجھ سے ہو رہی تھی اور میں نے اسے ناپسند کیا۔ لہذا تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو۔ کیونکہ تم مجھ سے ان شاء اللہ خیر ہی پاؤ گے۔

اس بوڑھے نے کہا: میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کس طرح کر دوں جبکہ تم اس کو ہم سے جدا کر دو گے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گمان رکھتا ہوں کہ تمہارے گھر والے اس کے تمہارے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہوں گے۔ وہ جوان کہنے لگا: ہم اسی گھر میں آپ کے ساتھ رہیں گے۔ بوڑھے نے کہا: جو تم کہہ رہے ہو اگر سچ ہے تو تم اپنا یہ لباس اور زیورات اتار دو۔ بلوہر نے کہا: اس جوان نے ایسا ہی کیا۔ ان کے اثاثے میں سے ایک پرانا لباس لیا، اسے پہن لیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس بوڑھے نے اس کے حالات دریافت کئے اور اس سے گفتگو کرنے کے لئے کہا تاکہ اس کی عقل کا اندازہ کر سکے۔ پس اس نے جان لیا کہ وہ صحیح العقل ہے اور اس کی اس حرکت کو بیوقوفی پر محمول نہیں جا سکتا۔ چنانچہ بوڑھے نے کہا: اب جب کہ تم نے ہمیں پسند کر لیا ہے اور ہمارے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو تم اس گڑھے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ اس مکان کے پیچھے بہت سے مکانات تھے۔ وسعت و حسن کے اعتبار سے جن کا کوئی مثیل و نظیر نہیں تھا اور ان میں وہ تمام خزانے موجود تھے جن کی کسی کو احتیاج ہو سکتی ہے۔ پھر اس بوڑھے نے ان کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہا یہاں جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے اور اس سے جو تم چاہو کرو۔ کیونکہ تم ایک بہترین جوان ہو۔ اس طرح وہ جوان جو کچھ چاہتا تھا اس کو مل گیا۔

یوذاسف نے کہا: جس طرح بوڑھے نے اس لڑکے کی عقل کا امتحان لیا تاکہ اس پر اعتماد کر سکے میں بھی اسی جیسا ہونا چاہتا ہوں پس تم میری عقل کے بڑھانے میں کوشش کرو اور اس بارے میں جو کچھ تمہیں معلوم ہے اس سے مجھے آگاہ کرو۔

حکیم نے کہا اگر یہ کام میرے سپرد کرنا چاہتے ہو۔ تو میں معمولی گفتگو سے اس مسئلے کو حل کر سکتا ہوں لیکن میرے ذہن میں ایک اور طریقہ ہے جو انتہا تک پہنچنے میں توفیق کے لئے ائمہ ہدیٰ کا طریقہ ہے اور ایک علم ہے جو سینوں میں محفوظ ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے اس طریقہ کی مخالفت کی تو میں کہیں کسی بدعت کے شروع کرنے کا سبب نہ بن جاؤں اور میں تم سے آج رات رخصت ہو رہا ہوں اور پھر ہر رات آؤں گا۔ لہذا تم خود اس بارے میں غور و فکر کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اور اپنے فہم و فراست سے کام لو اور ثابت قدم رہو۔ اور تم پر جو تکلیف وارد ہو اس کی تصدیق میں جلدی نہ کرو (کہ وہ حقیقی غم ہے) تا این کہ اس کی ادائیگی اور قربت کے بعد تمہیں اس کی حقیقت کا علم ہو جائے اور تم پر لازم ہے کہ اس بارے میں تم اس بات سے بچو کہ تمہیں ہوا و ہوس اور شبہ اور گم گشتگیِ راہ کی طرف رغبت ہو۔ اور ان مسائل میں چھان بین کرو کہ جن میں تمہیں شبہ محسوس ہو پھر اس بارے میں مجھ سے استفسار کرو اور اپنی غور و فکر کے نتیجے سے مجھے آگاہ کرو۔ اس بات پر اس رات وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

پھر حکیم جب دوبارہ آیا تو اسے سلام کیا دعا دی اور بیٹھ گیا۔ اس نے دعا میں کہا: میں اس اللہ سے سوال کرتا ہوں جو اول ہے اور جس سے پہلے کچھ نہ تھا اور وہ ایسا آخر ہے کہ جس کے ساتھ کوئی شے باقی نہیں رہے گی اور ایسا باقی ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے وہ ایسا واحد و یگانہ اور بے نیاز ہے کہ کوئی اس کے ساتھ نہیں اور ایسا قاہر ہے کہ کوئی اس کا شریک نہیں اور ایسا پیدا کرنے والا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ خالق نہیں وہ ایسا قادر ہے کہ کوئی اس کی ضد نہیں وہ ایسا صمد ہے کہ جس کا کوئی مثل نہیں وہ ایسا مالک ہے کہ تم کو ملک عادل بنا دیتا ہے جب کہ کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔ وہ تقویٰ کی طرف لے جانے والا ہے اور اندھے پن سے بصارت دینے والا ہے۔ دنیا سے زہد و بے رغبتی عطا کرنے والا ہے اور صاحبانِ عقل کو دوست رکھنے والا ہے اور ہلاکت والوں سے بغض رکھنے والا ہے۔ وہ ہمیں اور تمہیں پورا فیض پہنچاتا ہے اور اس چیز کی طرف پہنچاتا ہے جس کا اس اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے اپنے انبیاء کی زبانوں کے ذریعے اپنی جنت اور اپنی رضا کا وعدہ کیا۔ پس ہماری اللہ کی طرف رغبت نور بخشنے والی ہے اور اس سے ہمارا خوف باطنی ہے اور جس سے ہماری نگاہیں خوف و خضوع و خشوع محسوس کرتی ہیں اور ہماری گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی ہیں اور ہمارے تمام امور اس ہی کی طرف بازگشت کرتے ہیں۔

شہزادے پر اس دعا سے شدید رقت طاری ہوئی اور حصول خیر کی رغبت میں اضافہ ہوا اور اس کا تعجب اس قول سے ظاہر ہوا کہ اے حکیم مجھے اپنی عمر کے بارے میں بتائیے کہ کتنی ہے؟ حکیم نے کہا: بارہ سال۔ شہزادہ حیران رہ گیا اور کہا بارہ سال کا تو بچہ ہوتا ہے اور میں آپ کو بڑھاپے کے اعتبار سے ساٹھ سال کا سمجھ رہا ہوں، حکیم نے کہا: باعتبار پیدائش تو ساٹھ سال کا ہوں لیکن تم نے مجھ سے عمر کے متعلق سوال کیا اور عمر تو حیات کا نام ہے اور حیات دین اور اس پر عمل کرنے سے اور دنیا سے بچنے سے ہے اور اس کا عرصہ میرے لئے بارہ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے

پہلے میں مردہ تھا۔ اور میں موت کے دنوں کو اپنی عمر میں شامل نہیں کرتا۔

شہزادے نے کہا تو پھر آپ کیوں کھاتے پیتے تھے جب کہ آپ مردہ تھے؟ حکیم نے جواب دیا: اس لئے کہ میں اندھے پن اور بہرے پن اور گونگے پن میں مردوں جیسا تھا۔ میری زندگی بڑی کمزور تھی اور دوسروں پر انحصار کرتا تھا۔ گویا میں اس صفت میں ان (مُردوں) کا شریک تھا تو میں نے نام کے اعتبار سے ان کے ساتھ موافقت کی۔

شہزادے نے کہا: اگر آپ اپنی زندگی کا شمار نہیں کرسکتے اور نہ اس خوشحالی اور شادمانی کا جو آپ کے لئے ضروری ہے تو آپ واقع ہونے والی موت سے جسے آپ ناپسند نہیں سمجھتے اسے شمار کریں۔

حکیم نے کہا: میری ذات تمہاری رہنمائی کرے گی یہ جانتے کے باوجود کہ تمہارے باپ کی مطابق العنائی، اہل دین کے لئے تباہی کا باعث بنے گی اس لئے کہ میں نہ موت کو موت سمجھتا ہوں نہ اس زندگی کو زندگی سمجھتا ہوں اور نہ میں موت سے کسی ناپسندیدہ چیز کی توقع رکھتا ہوں۔ پس وہ شخص زندگی سے کیا رغبت رکھے گا جس نے اس کا حصہ ہی چھوڑ دیا ہو۔ یا وہ کیوں موت سے بھاگے گا کہ جس نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے کو مار ڈالا ہو۔ اے شہزادے کیا تم نہیں دیکھتے کہ دین دار آدمی نے دنیا کے اہل اور مال کو چھوڑ دیا اور ان چیزوں کو بھی ترک کردیا جو زندگی میں اسے دستیاب تھیں لیکن وہ ان کی طرف راغب نہیں ہوا۔ اس نے عبادت کے بار کو اٹھایا جو سوائے موت کے اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ پس ایسا شخص جو حیات کی لذتوں سے متمتع نہیں ہوسکتا تو اسے ایسی حیات کی کیا ضرورت؟ اور اس راحت سے وہ کیوں بھاگے جو اسے موت سے حاصل ہوتی ہے۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ نے سچ کہا۔ کیا آپ کو خوشی ہوگی اگر موت آپ کو کل آجائے؟ حکیم نے جواب دیا: بلکہ میری خوشی کا سبب ہوگا اگر کل کے بجائے اس رات ہی میں موت مجھ پر واقع ہوجائے۔ کیونکہ جس شخص نے برائی اور اچھائی کو پہچانا اور ان کے اجر کو پہچانا جو اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ جو برائی کے چھوڑنے اور اس کی سزا کے خوف میں ہے۔ اور اچھائی کا عمل اس کے ثواب کی امید میں کرے اور جو اللہ کے یکتا ہونے میں یقین رکھے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرے تو وہ موت کو پسند کرتا ہے اس لئے کہ موت کے بعد جس نرمی کا وہ امیدوار ہے اور زندگی میں دنیاوی خواہشات اور اللہ کی نافرمانی سے خوف کھاتا ہے تو وہی موت کے جلد آنے کو پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے شہزادے نے کہا: یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ ہلاکت کی جلدی نجات کی خواہش کے لئے کرے! خیر ہماری اس قوم کے متعلق بتایئے کہ وہ کیوں بتوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ حکیم نے کہا: ایک آدمی نے محنت کرکے ایک باغ لگایا۔ اس میں ٹھہرنا اس کے لئے راحت کا باعث تھا ایک دن اس نے اپنے باغ میں ایک چڑیا کو دیکھا کہ جو ایک درخت پر لگا ہوا پھل کھا رہی تھی۔ تو اس نے ایک ڈھیلہ اس پر کھینچ مارا۔ پس جب اس نے اس کے ذبح کا ارادہ کیا تو اللہ عزوجل نے چڑیا کو قوتِ گویائی عطا کی اور اس نے باغ کے مالک سے کہا تم مجھے ذبح کرنے کا قصد رکھتے ہو جب کہ تم میرے ذریعے شکم

سیر نہیں ہو سکتے اور نہ اس سے تمہیں کوئی قوت حاصل ہو سکتی ہے تو جو تم نے ارادہ کیا ہے کیا اس میں خیر کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے؟ اس آدمی نے کہا: وہ خیر کیا ہے؟ چڑیا نے کہا: مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں تین باتیں بتاؤں گی۔ اگر تم نے انہیں یاد رکھا تو یہ تمہارے اہل و مال سے جو تمہارے پاس ہے بہتر ہوگا۔ وہ آدمی بولا: میں نے نیکی کا ارادہ کر لیا ہے اب تم مجھے یہ باتیں بتاؤ۔ چڑیا نے کہا: جو میں کہوں اسے یاد رکھنا۔ جو تم سے گم ہو جائے اس پر مایوس نہ ہونا اور جو شے وجود نہ رکھتی ہو اس کی تصدیق نہ کرنا اور جس کی طاقت نہ ہو اس کی طلب نہ کرنا۔ جب باتیں پوری ہو گئیں تو اس مرد نے چڑیا کو آزاد کر دیا وہ اڑ کر ایک درخت پر بیٹھ گئی اور اس آدمی سے کہا: کاش تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم سے کیا چیز ضائع ہو گئی ہے تو میں بتاتی ہوں کہ تم سے ایک بڑا امر فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا وہ امر کیا ہے؟ چڑیا نے کہا: اگر تم نے جو ارادہ کیا تھا اس پر عمل کرتے اور مجھے ذبح کر دیتے تو میرے پوٹے سے بطخ کے انڈے کے برابر ایک موتی پاتے جس کے تم مالک ہو جاتے اور زمانے سے بے نیاز ہو جاتے۔

جب اس آدمی نے یہ بات سنی تو جو اس سے ضائع ہو گیا تھا اس سے اس کے دل میں ندامت پیدا ہو گئی پس کہا اچھا جو گزر گیا اسے چھوڑو اور نیچے اتر آؤ اور میں تمہارے ساتھ اپنے گھر چلتا ہوں اور تمہاری ہم نشینی سے اچھائی اور تمہارے احسانات سے بزرگی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

چڑیا نے کہا: اے جاہل تو نے مجھ سے جو کچھ سنا تھا اسے یاد نہیں رکھا اور تو نے میرے ان کلمات سے فائدہ نہیں حاصل کیا جو میں نے تجھے بتائے تھے۔ کیا میں نے تجھ سے عہد نہیں لیا تھا کہ جو چیز تم سے گم ہو جائے اس پر غم نہ کرنا اور جو موجود نہ ہو اس کو سچ نہ سمجھنا اور جو حاصل نہ ہو سکے اس کی طلب نہ کرنا۔ کیا تم جو گم کر چکے ہو اس سے دردناکی محسوس کر رہے ہو؟ اور مجھ سے میری واپسی کی خواہش کر رہے ہو اور وہ طلب کر رہے ہو جو تم پا نہیں سکتے۔ اور تم سچ سمجھ رہے ہو کہ میرے پوٹے میں ایک ایسا موتی ہے جو بطخ کے انڈے کے برابر ہے اور (حالانکہ) میرا مجموعی جسم بطخ کے انڈے سے چھوٹا ہے اور میں نے تم سے عہد لیا تھا کہ جو موجود نہ ہو اس کو سچ نہ سمجھنا۔

اسی طرح تمہاری قوم نے اپنے ہاتھوں سے بت بنائے اور تم نے یہ خیال کیا کہ یہی وہ ہیں جنہوں نے تم کو پیدا کیا اور جنہوں نے تم کو خوف و خطر سے بچانے کی کوشش کی اور تم نے یہ بھی گمان کیا کہ یہ بت تمہاری حفاظت کرتے ہیں پس تم اپنی کمائی اور مال ان پر خرچ کرتے ہو اور تمہاری قوم نے یہ گمان کیا کہ یہی بت ان کو رزق دیتے ہیں اور تمہاری قوم نے اس چیز کو طلب کیا جو ان سے نہیں پا سکتے اور اس کو سچ سمجھا جس کا کوئی وجود نہیں۔ پس انہوں نے بھی اسی کو ضروری سمجھا جسے باغ کے مالک نے ضروری سمجھا۔

شہزادے نے کہا آپ نے سچ فرمایا لیکن بتوں کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا میں نے کبھی ان کی طرف رغبت نہیں کی نہ انہیں فائدہ پہنچایا۔ اب آپ مجھے اس ذات کے بارے میں بتایئے جس کی طرف آپ مجھے دعوت دیتے ہیں۔

اور اس ذات کے متعلق بھی بتایئے جسے آپ نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا ہے کہ وہ کیا ہے۔

بلوہر نے کہا: دین دو باتوں پر مشتمل ہے ایک اللہ عزوجل کی معرفت اور دوسرا اس کی رضا پر عمل۔ شہزادے نے کہا۔ اللہ کی معرفت کس طرح ہو سکتی ہے۔ حکیم نے کہا: میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ جان لو کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے یگانہ پروردگار ہے اور اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی پروردہ ہیں اور یہ کہ وہ خالق ہے اور اس کے علاوہ تمام مخلوق ہیں اور یہ کہ وہ قدیم ہے اور اس کے علاوہ سب حادث ہیں اور یہ کہ وہ صانع ہے اور اس کے علاوہ سب مصنوع ہیں اور یہ کہ وہ مدبر ہے اور اس کے علاوہ سب اس کے تدبیر کردہ ہیں۔ اور یہ کہ وہ باقی ہے اور اس کے علاوہ سب فانی ہیں۔ اور یہ کہ وہ صاحب عزت ہے اور اس کے علاوہ سب ذلیل ہیں۔ اور یہ کہ نہ وہ سوتا ہے نہ غافل ہوتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ کمزور ہے نہ اس پر غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے نہ اس سے ناراضگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے نہ کوئی شے اسے عاجز کر سکتی ہے۔ آسمان، زمین، ہوا، خشکی اور تری اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتے۔ اس نے اشیاء کو بغیر کسی شے کی مدد کے پیدا کیا، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ اس میں حوادث پیدا نہیں ہوتے اور حالات اس کو متغیر نہیں کر سکتے اور نہ زمانے اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں اور وہ ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتا نہیں۔ اس سے کوئی مکان خالی نہیں اور نہ وہ کسی مکان میں مقید ہے اور کوئی جگہ اس سے قریب تر نہیں ہے کوئی شے اس سے غائب نہیں ہے۔ وہ عالم ہے جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ایسا قدرت رکھنے والا ہے کہ کوئی شے اس سے بچ دوئی نہیں ہے۔ اور یہ کہ تم اس کو اس کی نرمی، رحمت اور عدل سے پہچان سکتے ہو۔ اور یہ کہ اس شخص کے لئے اس نے ثواب مقرر کر رکھا ہے جس نے اس کی اطاعت کی اور اس شخص کے لئے عذاب مقرر کیا ہے جس نے اس کی نافرمانی کی۔ لہذا تم اللہ کی رضا کے مطابق عمل کرو اور اس کی ناراضگی سے پرہیز کرو۔

شہزادے نے کہا۔ کیا یہ یکتا خالق اعمال سے راضی ہو جاتا ہے؟ حکیم نے کہا اے شہزادے اس کی رضا یہ ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو اور تمہیں جو کچھ دیا جائے وہ تم اپنے غیر کو دینا پسند کرو۔ اور جو کچھ تم سے روکا جائے وہ تم اپنے غیر سے روکنے کی کوشش کرو۔ پس یہی عدل ہے اور عدل میں اللہ کی مرضی ہے اور اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے آثار کی پیروی کرنے میں تم ان کی سنت کو مت بھلاؤ۔

شہزادے نے کہا اے حکیم زہد دنیا اور اس کی حالت کے متعلق مجھے بتایئے۔

حکیم نے کہا۔ جب میں نے دنیا کو تصرف و زوال کا گھر پایا اور اس کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتے ہوئے دیکھا اور جب سے میں نے اہل دنیا کو مصائب کا نشانہ بنتے دیکھا اور مختلف بیماریوں میں پھنسا پایا۔ اور کبھی صحت کے بعد بیمار ہوتا دیکھا اور جوانی کے بعد بڑھاپا اور مالداری کے بعد فقر اور خوشی کے بعد حزن اور عزت کے بعد ذلت

آسودگی کے بعد بے سروسامانی ۔ امن کے بعد خوف ، اور زندگی کے بعد موت کو دیکھا اور میں نے قلیل عمریں دیکھیں اور ایسی اچانک موتیں دیکھیں جو بغیر کسی قتل وغیرہ کے واقع ہوتی ہیں اور ایسے تیر دیکھے جو نشانے پر بیٹھنے والے تھے اور ایسے جسم دیکھے جو کمزور تھے ۔ جن کے جوڑ جوڑ الگ تھے اور جو محفوظ نہیں تھے تو میں نے جان لیا کہ دنیا جدا ہوجانے والی اور فنا ہوجانے والی ہے اور میں نے یہ بھی پہچانا کہ اس دنیا سے جو کچھ بھی ظاہری طور پر میرے سامنے آیا اس میں سے بہت کچھ میری نظر سے غائب ہوگیا ۔ میں نے اس کے ظاہر و باطن کو دیکھا اور اس کی گہرائیوں کو واضح طور پر پہچانا اور اس کے پوشیدہ رازوں کو علانیہ طور پر دیکھا اور اس کے وارد ہونے سے اس کے احکامات کے صادر ہونے کو دیکھا تو میں اپنی اس موت سے خوفزدہ ہوگیا اور جو کچھ میں نے دیکھا اس سے راہ فرار اختیار کی ۔ دریں اثنا۔ تم ایسے لوگ بھی دیکھو گے جو نہایت متکبر اور مغرور اور سرکش ہیں اور ایسے بادشاہ بھی ہیں جو آسودگی اور مال کے اعتبار سے اور نعمت اور گنجائش کے اعتبار سے شباب کی راحت اور اپنے ملک پر تکبر کرنے اور اپنے غلبہ کی خوشی میں اور صحت بدن میں مسرور ہیں ۔ جب دنیا میں انقلاب آتا ہے تو آدمی اس کا اسیر ہو کر رہ جاتا ہے اور جس کو اس نے آنکھ سے دیکھا ہے اس کا اقرار کرتا ہے ۔ لہذا تم اس دنیاوی ملک ، اس کے تکبر، اس کی آسودگی اور اس کی خوشی سے نکل آؤ ۔ اور ذلت کو عزت سے بدل دو ، غم کو خوشی سے ، حزن کو سرور سے ، ہلاکت کو نعمت سے ، فقر کو مالداری سے ، تنگی کو کشائش سے ، بڑھاپے کو شباب سے ، بدنامی کو شرف سے اور موت کو حیات سے تبدیل کرلو ۔ پس یہ ایک تنگ قبر ہے جس میں انتہائی وحشت ہے جس میں انسان یکتا و تنہا مسافر کی طرح ہے جو اپنے دوستوں سے جدا ہوگیا ہے ۔ اور جنہوں نے اسے چھوڑ دیا ہے ، اس کے بھائیوں نے بھی اسے تنہا چھوڑ دیا ہے اور ان کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور اس کے دشمنوں نے اسے دھوکا دیا ہے ۔ اب اس کی طرف سے کوئی دفاع کرنے والا نہیں ہے ۔ اور اس کی عزت ، اس کا ملک ، اس کے اہل وعیال اور اس کا مال و دولت ، اس کے بعد لوٹ کا مال بن جاتے ہیں ۔ گویا وہ دنیا ہی میں نہیں تھا اور ایک لحہ بھی اس کا تذکرہ نہیں ہوتا اور ذرا بھی اس کا خیال نہیں آتا ۔ گویا اسے کبھی زمین کی ملکیت میں سے کوئی حصہ نہیں ملا تھا ۔ تو اے شہزادے ایسے گھر کو اختیار مت کرنا ۔ اور نہ اس گھر میں مال و متاع اور چوپائے رکھنا ۔ پس اس دنیا کے اوپر اف بھی ہے اور تف بھی ہے ۔

شہزادے نے کہا : اس دنیا کے لئے بھی اف ہے اور اس شخص کے لئے بھی اف ہے جو اس پر غرور کرے جب کہ اس کا یہ حال ہے یہ کہہ کر شہزادہ رونے لگا اور اس نے حکیم سے کہا: اپنی بات ذرا اور بڑھائیے اس لئے کہ یہ میرے سینے کے لئے شفا ہے ۔

حکیم نے کہا: عمر بہت قلیل ہے اور رات دن تیزی سے بدل رہے ہیں اور دنیا سے کوچ بہت تیزی سے قریب ہے اگرچہ عمر کتنی ہی طویل ہوجائے لیکن موت آنے والی ہے اور کوچ کرنے والا لامحالہ جانے والا ہے اور جو کچھ اس دنیا میں

جمع کیا ہے وہ منتشر ہونے والا ہے اور جو کچھ اس نے اس دنیا میں اعمال کئے ہیں وہ اعمال اس سے بیزار ہیں اور جو کچھ اس نے مضبوط سے مضبوط تعمیرات کی ہیں وہ ویران اور برباد ہونے والی ہیں۔ لوگ اس کے نام سے نا واقف ہوجائیں گے اور اس کا ذکر بھلا دیا جائے گا۔ اس کا حسب گمنام ہوجائے گا اور اس کا جسم کہنہ اور شکستہ ہوجائے گا اور اس کا شرف کمینگی سے بدل جائے گا، اس کی نعمت وبال بن جائے گی اور اس کی کمائی خسارہ میں تبدیل ہوجائے گی۔ اور کوئی دوسرا اس کی مملکت کا وارث بن جائے گا اور اس کے پیچھے رہنے والے ذلیل ہوجائیں گے۔ اس کے اہل حرم دوسروں پر مباح ہوجائیں گے۔ اس کے عہدو پیمان ٹوٹ جائیں گے، اس کی ذمہ داریاں فراموش کردی جائیں گی۔ اس کے آثار پرانے ہوجائیں گے۔ اس کا مال تقسیم کردیا جائے گا۔ اس کے ساز و سامان کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اس کے دشمن خوش ہوں گے اس کا ملک تباہ و برباد کردیں گے، اس کے تاج کے وارث بن جائیں گے، اس کے تخت سلطنت پر بیٹھ جائیں گے۔ اور اسے اس کے گھر سے نکال کر ہر چیز چھین کر اس کی قبر کی طرف لے جائیں گے اور اسے قبر میں تنہائی، وحشت، تاریکی اور مسکنت کے ساتھ چھوڑ دیں گے۔ دوست اسے مٹی کے سپرد کر کے جدا ہوجائیں گے۔ وہ کبھی اپنی وحشت سے مانوس نہیں ہوگا اور اس کا عالم غربت کبھی ختم نہ ہوگا اور یہ بھی جان لو کہ ایک عقلمند آدمی کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے نفس کو سولی پر چڑھا دے خاص طور پر اس امام عادل اور محتاط کی سیاست کی طرح جو عوام کو ادب سکھاتا ہے اور رعایا کی اصلاح کرتا ہے اور جو ان کے لئے درست ہوتا ہے اس کا حکم دیتا ہے اور جس سے ان میں فساد پیدا ہوتا اس سے روکتا ہے پھر ان میں سے جو نافرمانی کرتا ہے اس کو سزا دیتا ہے اور ان میں سے جو اطاعت کرتے ہیں ان کی عزت کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مرد دانا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام اخلاق، خواہشوں اور خواہشات نفسانی میں اپنے نفس کو ادب سکھائے اور ان کو برداشت کرے خواہ وہ ان کے ضروری فائدوں سے کراہت کرتا ہو۔ اور اپنے نفس کو ان کے نقصانات سے بچائے اور یہ کہ جب اس نے کوئی نیک کام کیا ہے اور اسے خوشی محسوس ہو تو اپنے نفس کو ثواب و عتاب کے لئے تیار رکھے اور ایسے ہی جب اسے غم ہو اور اسے برا لگے تب بھی اور یہ بھی صاحب عقل کا حق ہے کہ جو اس پر امور وارد ہوتے ہیں ان پر نظر غائر ڈالے اور ان کے درست امور کو حاصل کرے اور ان امور کے غلط ہونے سے اپنے نفس کو روکے اور یہ کہ اپنے عمل کو اور خود کو اپنی رائے میں حقیر سمجھے تاکہ اس میں غرور و عُجب پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے صاحبان عقل کی مدح کی ہے اور اہل غرور کی مذمت کی ہے۔ اور ان لوگوں کی بھی مذمت کی ہے جن کے پاس عقل نہیں۔ عقل سے اللہ کی اجازت سے ہر نیکی کا ادراک کیا جاتا ہے اور جہل کے ذریعے نفوس ہلاک ہوجاتے ہیں اور بے شک صاحبان عقل و فہم کے لئے سب سے معتبر بات یہ ہے کہ جو ان کی عقلوں نے ادراک کیا ہے اور جو ان کے تجربوں سے ان تک پہنچا ہے اور جو ان کی نگاہوں نے ترک ہوا ہوس میں دیکھا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور صاحب عقل کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے عمل کی حفاظت پر قوت رکھنے کے باوجود اس کو حقیر سمجھ کر

چھوڑ دے جبکہ اس عمل پر جو اس سے زیادہ اہم ہے وہ قدرت نہ رکھتا ہو۔ اور یہ تو چھپے ہوئے شیطان کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے کہ جس کو وہی شخص دیکھتا ہے جو اس میں غور و فکر کرتا ہے۔ اور اس سے کوئی شخص محفوظ نہیں رہتا۔ مگر وہ کہ جسے اللہ محفوظ رکھے۔ شیطان کے اسلحے کا سرمایہ دو ہتھیار ہیں۔ ایک ان میں سے انکار عقل ہے جو انسان عاقل کے قلب میں پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نہ اس کے پاس عقل ہے نہ اس کی کوئی نگاہ ہے۔ اور نہ اس کی عقل و نگاہ میں اس کے لئے کوئی فائدہ ہے۔ اور وہ اس کو علم کی محبت و طلب سے روکنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے دنیا کے لہو و لعب میں سے کچھ مشغلوں کو سجا کر پیش کرتا ہے تو اگر اس طریقے سے انسان اس کی پیروی کرتا ہے تو یہ شیطان کی کامیابی ہے اور اگر وہ شیطان کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ غلبہ پانے کے لئے دوسرے ہتھیار کی طرف مائل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جب کوئی کام کرتا ہے اور غور کرتا ہے تو شیطان ایسی اشیاء اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ وہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ اس کو کسی پریشانی میں مبتلا کر دیں گی اور جس چیز کا اسے علم نہیں ہے اس میں وہ اسے نقصان پہنچائیں گی۔ یہاں تک کہ وہ اشیاء اس کی عقل کی کمزوری کا سبب بنتی ہیں اور اس میں بُغض اور شک پیدا ہو جاتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تم اس کام کو پورا نہیں کر سکتے تھے اور اس کی طاقت تم میں کبھی نہ تھی۔ تم نے اس بارے میں بیکار مشقت اٹھائی۔ پس وہ اس ہتھیار سے بہت سے لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ تم ایسے علم کے حاصل کرنے سے جو یہ تمہیں سکھا رہا ہے اور جو تم نے اس سے اکتساب کیا ہے وہ دھوکا ہے۔ تم ایسے مقام پر ہو کہ جہاں کی اکثریت پر شیطان نے مختلف دینوں اور گمراہیوں کے اسباب کے ساتھ غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں کہ جنہوں نے اپنے کانوں کو، اپنی عقلوں کو، اپنے قلوب کو مار رکھا ہے اور شیطان نے ایسے لوگوں کو چھوڑ دیا کہ جو کچھ بھی نہیں جانتے اور ایسے علم سے جس سے وہ جاہل ہیں جانوروں کی طرح سوال نہیں کرتا۔ اور عامتہ الناس میں مختلف دین ہیں ان میں سے کچھ لوگ اس گمراہی میں اتنے آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ دیگر لوگوں کے خون اور اموال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور ان کی گمراہی انہیں حق کی چیزوں سے منحرف کر دیتی ہے تاکہ ان پر ان کے اس دین کا غلبہ کر دے۔ اور اس کی کمزوری کو زینت دیدے اور ان کو دین قیم سے روک دے۔ شیطان اور اس کا لشکر لوگوں کی ہلاکت میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور ان کے گمراہ کرنے میں وہ مایوس نہیں ہوتے اور نہ وہ راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی شمار نہیں کر سکتا اور کسی شخص کے لئے ان شیطانوں کے مکر و فریب کا دفاع، اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑے بغیر ممکن نہیں۔ پس ہم اللہ سے اس کی اطاعت کی توفیق اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کا سوال کرتے ہیں کیونکہ سوائے اللہ کے کسی میں کوئی طاقت نہیں۔

شہزادے نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف میرے سامنے اس طرح کریں گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ حکیم نے کہا: اللہ جس کا ذکر بڑا پاک و پاکیزہ ہے اس کا روایت کے ذریعہ وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور عقلوں کے ذریعے اس

کے صفت کی حقیقت تک نہیں پہنچا جاسکتا اور نہ زبانیں اس کی مدح کی حقیقت کو پہنچ سکتی ہیں۔ اور بندے اپنے علم کے ذریعے سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر اس علم کے ذریعے سے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو سکھایا تھا وہی اس کی حقیقت کا وصف بیان کر سکتے ہیں۔ اور ہماری قوت وہم و ادراک اس کی ربوبیت کا ادراک نہیں کر سکتی وہ اس سے کہیں بلند و بالا اور جلیل و عزیز تر ہے۔ وہ سب سے عظیم عطا کرنے والا اور لطف و مہربانی کرنے والا ہے۔ پس اس نے اپنے علم میں سے جو پسند کیا۔ بندوں کو بخش دیا۔ اور اپنی صفت میں سے جس کا ارادہ کیا اس کو ان پر ظاہر کر دیا۔ اور اپنی معرفت اور اپنی ربوبیت کی معرفت کو ان چیزوں سے جو نہ تھیں پیدا کر کے اور جو موجود تھیں ان کو معدوم کر کے ان کی رہنمائی کی۔

شہزادے نے کہا: اس کی قطعی دلیل کیا ہے؟ حکیم نے کہا: جب تم کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھتے ہو اور اس کا بنانے والا تمہارے سامنے نہیں ہوتا تو تم اپنی عقل کے ذریعے سے جان لیتے ہو کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے اسی طرح آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان کا کوئی صانع ہے پس کون سی دلیل اس سے قوی تر ہے؟

شہزادے نے کہا اے حکیم مجھے بتائیے کہ آیا لوگوں کو جو امراض اور درد و فقر اور دوسرے نامناسب حالات پیش آتے ہیں وہ اللہ کی قدرت سے ہیں یا اس کے بغیر ہیں؟ بلوہر نے کہا: نہیں بلکہ قدرت سے متعلق ہیں۔ شہزادے نے کہا: تو مجھے لوگوں کے برے اعمال کے متعلق بتائیے۔ بلوہر نے کہا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے برے اعمال سے بری ہے لیکن اس نے بہت بڑا ثواب ان لوگوں کے لئے رکھا ہے جو اس کے مطیع ہیں اور جنہوں نے اس کی نافرمانی کی ہے ان کے لئے سخت عذاب رکھا ہے۔

شہزادے نے کہا اب مجھے سب سے زیادہ عادل انسان، سب سے زیادہ ظلم و جور کرنے والے، سب سے زیادہ محنت کرنے والے، سب سے زیادہ احمق، سب سے زیادہ شقی اور سب سے زیادہ نیک لوگوں کے بارے میں بتائیے۔

بلوہر نے کہا سب سے زیادہ عادل وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات سے انصاف کیا، سب سے زیادہ ظلم و جور کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے جور کو عدل سمجھتے ہیں اور جن کے نزدیک عدل کرنے والوں کا عدل ظلم ہے۔ اور سب سے زیادہ محنتی اور کمانے والا وہ شخص ہے کہ جس نے آخرت کے لئے زاد راہ حاصل کیا، اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے کہ جس کا مقصد دنیا ہو اور خطائیں اس کا عمل ہوں، اور سب سے زیادہ نیک بخت وہ شخص ہے کہ جو اپنے انجام کار کو خیر پر ختم کرے۔ اور سب سے زیادہ شقی وہ شخص ہے کہ جو اپنے عمل کو اللہ کی ناراضگی پر ختم کرے۔

پھر اس نے یہ کہا: جس نے اپنے دین کو اپنی خواہش جیسا سمجھا وہ ہلاک ہو گیا پس وہی اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور جو بات اسے پسند کرنی چاہیئے تھی اس کا مخالف ہے۔ اور جس نے یہ یقین کیا کہ دین صلح کی مانند ہے تو یہی اللہ کا مطیع ہے اور یہ بات اللہ کی ناراضگی سے بچنے والے کے لئے پسندیدگی کا باعث ہے۔

پھر کہا: اچھائی اگرچہ بدافعالوں میں ہو تو اسے برا نہ سمجھنا اور اگر برائی نیک لوگوں میں پائی جائے تو اس کو اچھا نہ سمجھنا۔

پھر شہزادے نے کہا: مجھے یہ بتایئے کہ کون لوگ سعادت کے حق دار ہیں اور کون لوگ شقی کہلانے کے مستحق ہیں بلوہر نے جواب دیا سعادت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اس کے احکامات میں اطاعت کریں اور اس کے ممنوعہ احکامات سے پرہیز کریں۔ اور شقاوت کے حامل وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ کی نافرمانی پر عمل پیرا ہیں، اس کی اطاعت کو ترک کیے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی رضا کے خلاف اپنی خواہشات نفس کو خود پر اثر انداز کیے ہوئے ہیں۔

شہزادے نے کہا. کون لوگ سب سے زیادہ اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں؟

حکیم نے کہا: جو اس کے امر کی اتباع کرنے والے ہیں اور جو اس کے دین پر مضبوطی سے قائم ہیں اور جو برے اعمال سے دور ہیں۔

شہزادے نے کہا نیکیاں اور برائیاں کیا ہیں؟ حکیم نے جواب دیا: نیکیاں نیت، عمل، پسندیدہ قول اور عمل صالح کی صداقت کا نام ہے۔ اور برائیاں بری نیت، برے عمل اور برے قول کا نام ہے۔

شہزادے نے کہا. صدق نیت کیا ہے؟ حکیم نے جواب دیا: ارادہ میں میانہ روی اختیار کرنے کا نام ہے۔

شہزادے نے کہا بدگوئی کیا ہے؟ حکیم نے جواب دیا: جھوٹ بولنا۔ اس نے پوچھا: بد عملی کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔

شہزادے نے کہا مجھے بتایئے کہ ارادہ میں میانہ روی کس طرح ہو سکتی ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا کے زوال اور امور دنیا سے قطع تعلق کے بار بار تذکرہ کرنے سے اور ان امور سے بچنے سے جن سے آخرت میں ہلاکت اور تباہی ہو۔

شہزادے نے کہا. سخاوت کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: فی سبیل اللہ مال دینا سخاوت ہے۔ اس نے کہا: کرم کیا ہے؟ بلوہر نے کہا. تقویٰ کرم کا نام ہے۔ اس نے کہا. بخل کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: حق داروں کو حق نہ دینا اور بغیر کسی وجہ کے ان کا حق لے لینا بخل ہے۔

شہزادے نے کہا: حرص کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا کی طرف ہمیشہ رغبت کرنا۔ اور ان امور کی طرف متوجہ ہونا جن میں فساد ہی فساد ہو اور جن کا صلہ آخرت کا عذاب ہو۔

شہزادے نے کہا: صدق کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا دین کی راہ میں ضروری ہے کہ آدمی نہ تو اپنے آپ کو دھوکا دے اور نہ اس دین کے راستے کی تکذیب کرے۔

شہزادے نے کہا حماقت کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا پر مطمئن ہونا اور ان چیزوں کو جنہیں دوام و بقا حاصل ہے چھوڑ دینا۔

شہزادے نے پھر دریافت کیا: جھوٹ کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: آدمی اپنے آپ کو جھٹلائے اور اپنی خواہشات نفس پر فریفتہ ہو۔ اور اپنے طریقہ پر پختہ ہو۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون لوگ صلاح و مشورے میں کامل ترین ہوتے ہیں؟

بلوہر نے کہا: جو لوگ عقل میں کامل اور امور کے نتائج میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں اور جو اپنے دشمنوں کا مکمل علم رکھتے ہیں اور جو ان سے بچنے میں بہت شدید ہیں۔

شہزادے نے کہا: انجام کیا ہے اور وہ کون دشمن ہیں کہ جنہیں ایک عقلمند انسان پہچانے اور پھر خود کو ان سے محفوظ رکھے۔ بلوہر نے کہا: انجام آخرت اور دنیا کی فنا کا نام ہے۔

شہزادے نے پوچھا: دشمن کون ہیں؟ بلوہر نے کہا: حرص، غضب، حسد، حمیت، شہوت، ریا اور لجاجت دشمن ہیں۔

شہزادے نے کہا: وہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ زیادہ قوی اور اہم سمجھتے ہیں اس بات سے کہ ان سے بچا جائے؟ بلوہر نے جواب دیا حرص جس میں رضا قطعاً نہیں اور جو غضب کے اعتبار سے زیادہ برا ہے اور غضب غلبہ میں زیادہ ظلم کرنے والا ہے اور شکر کو کم کردینے والا ہے اور بغض کرنے والوں کی سب سے بڑی کمائی ہے۔ اور حسد نیت کی گمنامی کو زیادہ برا کرکے دکھانے والا ہے۔ اور ظن اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے اور حمیت، لجاجت سے زیادہ شدید ہے اور معصیت سے زیادہ پریشان کن ہے اور کینہ کی آگ برپا ہوتی ہے اور رحمت کی نفی ہوتی ہے اور غلبہ کے اعتبار سے شدید ہوتی ہے۔ اور ریاکاری دھوکہ اور فریب سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور پوشیدہ چیز کو اور مخفی کردیتی ہے اور موقع و محل کے خلاف ہوتی ہے۔ اور لجاجت دشمنی کو بڑھاتی ہے اور عذر خواہی کو قطع کردیتی ہے۔

شہزادے نے پوچھا: شیطان کے وہ کون سے حیلے بہانے ہیں جو لوگوں کی ہلاکت کا زیادہ باعث ہوتے ہیں؟

حکیم نے جواب دیا شیطان کا انسانوں کو خواہشاتِ نفسانی کے ارتکاب میں اور نیکی، گناہ، ثواب اور عذاب میں اندھا بنا دینا ہے۔

شہزادے نے کہا: مجھے اس قوت کے بارے میں آگاہ فرمائیے کہ جس کے ذریعے اللہ نے اپنے بندوں کو ان برے امور اور ہلاک کردینے والی خواہشات پر غلبہ حاصل کرنے میں قوی بنایا ہے۔

حکیم نے جواب دیا: وہ علم کہ جس کے ساتھ عقل بھی ہو اور عمل بھی اور خواہشات نفسانی سے اپنے نفس کو روک دینا۔ اور دین میں ثواب حاصل کرنے کے لئے امیدوار ہونا ہے۔ اور فنائے دنیا کا اور موت سے قریب ہونے کا کثرت سے تذکرہ کرنا ہے۔ اور فنائے دنیا کے بعد باقی رہ جانے والی ذات کی قصد سے پرہیز کرنا۔ پس گزرنے والے امور کا اعتبار ان کے انجام سے ہے۔ اور ان کا ذہن میں محفوظ رکھنا۔ سوائے صاحبان عقل کے کوئی شخص اپنے نفس کو بری

عادت سے روکنے اور اچھی عادت پر محمول کرنے اور پسندیدہ اخلاق پر قائم رہنے پر محفوظ نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ صاحبانِ عقل اپنی زندگی کے مطابق اس کی انتہا تک پہنچ جائیں۔ اور یہی باتیں ہیں کہ جن کا نام قناعت ہے اور سازو سامانِ زندگی کے ساتھ صبر و رضا ہے اور فیصلۂ حق کو اپنے لئے لازم رکھنا ہے۔ اور انتہائی سخت تکلیف اٹھانے اور اکتساب کرنے میں زیادتی کرنے اور جو کچھ گم ہوگیا ہے اس پر ماتم کرنے اور نفس کے اس سے خوش ہونے اور اس علاج کو چھوڑ دینے سے جو مکمل نہیں ہوسکتا اور ان امور پر صبر کرنے سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں اور راہ راست کو گمراہی کے راستے پر اختیار کرنے اور نفس کو اس بات پر لازم کرنے میں کہ وہ اگر اچھا عمل کرے گا تو اسے (اچھی) جزا دی جائیگی اور اگر برا عمل کرے گا تم اسے ویسی ہی جزا دی جائیگی۔ پس ان سب باتوں کی معرفت ہونی چاہیئے اور حقوق اور حدودِ تقویٰ اور نصیحت پر عمل کرنے اور خواہشوں کی پیروی سے نفس کو روکنے اور شہواتِ نفسانی پر غالب آنے اور تمام امور کو اپنی رائے پر محمول کرنے اور یقین و قوت کے ساتھ اس پر جمنے کی معرفت ہونی چاہیئے۔ پس اگر اس پر کوئی آزمائش آتی ہے تو وہ آنے اور وہ بغیر کسی آزردگی کے معذور سمجھا جائے گا۔

شہزادے نے کہا کون سا اخلاق زیادہ اچھا اور لائقِ عزت ہے؟ حکیم نے کہا: اللہ کے لئے بھائیوں کے ساتھ خوش گفتاری اور تواضع سے پیش آنا۔

شہزادے نے کہا: کون سی عبادت زیادہ بہتر ہے؟ حکیم نے کہا: وہ عبادت وقار اور مودت ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے بتایئے کہ کون سی عادتیں افضل ہیں؟ بلوہر نے کہا: نیک لوگوں سے محبت کرنا۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون سا تذکرہ افضل ہے؟ حکیم نے کہا وہ تذکرہ بہتر ہے جو نیک کام کو کرنے اور ناگوار بات سے روکنے کے لئے کیا جائے۔

شہزادے نے پوچھا: کون سا دشمن سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؟ حکیم نے کہا: گناہوں سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں۔

شہزادے نے کہا: مجھے یہ بتایئے کون سا فضل سب سے بڑھ کر ہے؟ بلوہر نے کہا۔ ساز و سامانِ زندگی پر راضی رہنا (جتنا حاصل ہوجائے اس پر اکتفا کرنا)۔

شہزادے نے کہا: کون سا ادب زیادہ اچھا ہے؟ حکیم نے کہا: دین کا ادب۔

پوچھا کون سی چیز زیادہ ظلم و جفا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا سرکش بادشاہ اور سنگدلی۔

شہزادے نے پوچھا: کون سی چیز انتہا کے لحاظ سے بعید تر ہے؟ حکیم نے جواب دیا۔ حریص کی وہ آنکھ جو دنیا سے سیر نہیں ہوتی۔

شہزادے نے کہا کون سے امور ایسے ہیں جو انجام کے اعتبار سے زیادہ برے ہیں۔ حکیم نے کہا اللہ تعالیٰ کی

ناراضگی میں لوگوں کی رضامندی کی خواہش کرنا۔

شہزادے نے پوچھا: کون سی چیز زیادہ جلد تبدیل ہوجاتی ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: ان بادشاہوں کے دل جو دنیا کے لئے کام کرتے ہیں۔

شہزادے نے کہا: مجھے بتایئے کہ کون سے گناہ ایسے ہیں جو زیادہ برے ہیں؟ حکیم نے کہا: اللہ کے عہد کو قبول کرنا اور پھر اس سے خیانت کرنا۔

شہزادے نے کہا کون سی چیز جلد منقطع ہونے والی ہے؟ حکیم نے کہا: فاسق کی محبت جلد ختم ہوجاتی ہے۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون سی چیز سب سے زیادہ خیانت کرنے والی ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: جھوٹے کی زبان سب سے زیادہ خائن ہے۔

شہزادے نے کہا: کون سی چیز زیادہ چھپی رہتی ہے؟ بلوہر نے کہا: دھوکہ دینے والے انسانوں کا شر؟

شہزادے نے دریافت کیا کون سی چیز دنیا کے حالات سے زیادہ مشابہ ہے؟ حکیم نے کہا: کسی سونے والے کے جھوٹے خواب۔

شہزادے نے پوچھا: کون لوگ رضا کے اعتبار سے افضل ہیں؟ بلوہر نے کہا: وہ لوگ جو اللہ سے حسن ظن رکھتے ہوں اور زیادہ پرہیزگار ہوں اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ برتتے ہوں اور موت کو یاد رکھتے ہوں اور مدت حیات کے ختم ہونے کا یقین رکھتے ہوں۔

شہزادے نے دریافت کیا: دنیا کی کون سی چیز ایسی ہے جو آنکھ کی ٹھنڈک ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: صاحب ادب بیٹا اور موافقت کرنے والی بیوی جو امور آخرت پر معین و مددگار ہو۔

شہزادے نے کہا: کون سی بیماری ہے جو دنیا کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے؟ بلوہر نے کہا: کسی کا لڑکا بد تہذیب اور عورت بدقماش ہو کہ وہ دونوں سے چھٹکارا نہ پاسکے۔

شہزادے نے کہا: کون سی آسودگی سب سے بہتر ہے؟ بلوہر نے کہا: آدمی کا اپنے حصے پر راضی ہونا اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنا۔

پھر شہزادے نے حکیم سے کہا: آپ اپنے ذہن کو تھوڑا سکون دیں کیونکہ میں آپ سے اہم ترین اشیاء کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان چیزوں کے متعلق بصیرت عطا کی جن سے میں جاہل تھا۔ اور مجھے رزق دین عطا کیا کہ جس سے میں مایوس تھا۔ حکیم نے کہا: جو بات تم پر منکشف ہوتی ہے دریافت کرو۔

شہزادے نے کہا: آپ کی رائے میں جس بچے کو بچپن میں سلطنت دے دی گئی اور جس کا دین بتوں کی پرستش ہے اور جو دنیاوی لذتوں سے فائدہ حاصل کررہا ہے اور اس سے نشوونما پا رہا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل مرد اور پھر بوڑھا

ہوجاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنی حالت کو تبدیل نہیں کرتا اور اپنے نفس کو خواہشات نفسانی کے حوالے کرنے کی وجہ سے مقصود کے حاصل ہونے تک عاری رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ خواہشات اس کے لئے زینت بن گئی ہیں اور اس پر اثر رکھتی ہیں اور وہ ان پر جراءت رکھتا ہے اور وہ انہی خواہشات میں رشدوہدایت کو پاتا ہے اور طویل عرصے تک ان خواہشات کی محبت، ان کے دھوکے اور ان کے فخر میں مبتلا رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور صاحبان رائے کے لئے فخر و محبت کا سبب ہے اور اس کی بصیرت نے اس کو چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخرت کے امور سے بھی جاہل اور غافل رہا اور اس کو اس نے خفیف سمجھا اور اس کے قلب کے اندر قساوت پیدا ہوگئی۔ اور خبثِ نیت اور کج رائی پیدا ہوگئی۔ اور اس کی عداوت دینداروں کی مخالفت اور پوشیدہ اشخاص جو اس کے ظلم سے نکلنا چاہتے ہیں کے لئے شدت پکڑ گئی۔ کیا وہ ان نزاعات میں جن میں اس کی عمر طویل ہوجائے اس کی تمنا کرسکتا ہے کہ وہ اس سے نکل جائے۔ اور اس فضل کی طرف کہ جو روشنی ہے اور اس جہت کی طرف کہ جو واضح ہے اس کا نکلنا درست ہوسکتا ہے؟ اور دین کا سب سے بڑا حصہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے گزرے ہوئے گناہوں سے جس مغفرت کی تمنا کرتا ہے اور جو کچھ اس دین میں اچھے ثواب کی تمنا کرتا ہے تو وہ اسے حاصل کرلے گا؟

حکیم نے کہا: تم نے اس بات کو جان لیا ہے اور اس مسئلے میں تم کیا چاہتے ہو؟

شہزادے نے کہا: عقل و فہم کے ذریعے جو فضل آپ کو عطا کیا گیا ہے میں اس کا منکر نہیں ہوں اور نہ جس علم سے آپ کو مخصوص کیا گیا ہے اس کا منکر ہوں۔

حکیم نے کہا۔ اس صفت کا حامل بادشاہ ہے اور وہ شخص ہے جس کی عنایت نے تمہیں دعوت دی، جس سے تم نے دریافت کیا۔ اور جس نے اس امر کا اہتمام کیا۔ اور یہ کہ گو اللہ نے عذاب کا وعدہ کیا تھا مگر اس انسان پر اس کی خواہش کے مطابق شفقت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ تم نے اللہ کے ثواب کا ادائے حق کے بارے میں قصد کیا ہے جو اللہ نے تم پر واجب قرار دیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ تم لطف و مہربانی میں عذر کی انتہا تک پہنچنا چاہتے ہو۔ تاکہ ایک بہت بڑے خطرے سے خود کو نکال سکو اور اس ہمیشہ کی مصیبت سے خود کو بچا سکو کیونکہ اللہ کے عذاب سے بچاؤ ممکن نہیں مگر یہ کہ اسی کی مدد شامل حال ہو۔

شہزادے نے کہا کہ آپ کی جو مراد ہے اس سے ذرا بھی محروم نہ کریں بلکہ آپ اپنی رائے سے مطلع کیجئے اس خوف کے بارے میں جو بادشاہ کو اپنی موت کے متعلق ہوتا ہے جس سے وہ حسرت و ندامت میں مبتلا ہوجاتا ہے اور کوئی شے اس کی کفایت نہیں کرتی۔ آپ مجھے اس کے بارے میں یقین دلایئے۔ اور آپ میرے شدت غم کو مجھ سے دور فرمایئے کیونکہ اس کے بارے میں میرے پاس کوئی حیلہ نہیں ہے۔

حکیم نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مخلوق کو اس کے خالق اللہ عزوجل کی رحمت سے دور اور اس کی رحمت

سے مایوس نہیں کر سکتے جب تک اس میں روح باقی رہے خواہ وہ سرکش عیار و گمراہ ہو کیونکہ ہم نے اپنے پروردگار کی توصیف مہربانی، نرمی اور رحمت سے کی ہے اور اس پر ایمان کی دلالت کی ہے اور جس کے لئے استغفار و توبہ کا حکم دیا ہے اس میں ان شاء اللہ تمہاری حاجت و ضرورت کے مطابق تمہاری خواہش کا فیصل ہے۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو علم میں شہرہ آفاق رکھتا تھا، مہربان محافظ تھا جو اپنی قوم و ملت میں عدل اور اپنی رعایا کے اصلاح حال میں کوشاں رہتا تھا۔ وہ اس طرح اچھی حالت میں عرصہ دراز تک زندہ رہنے کے بعد مرگیا تو اس کی قوم نے اس کا سوگ منایا۔ اس کی بیوی حاملہ تھی تو نجومیوں اور کاہنوں نے بتایا کہ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ان کے ملک کا منتظم و مدبر ہوگا جو کوئی شخص اس کے زمانۂ سلطنت میں ہوگا دیکھ لے گا۔ تو نجومیوں اور کاہنوں کے کہنے کے مطابق یہ معاملہ طے پاگیا اور اس حمل سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کی یوم پیدائش سے ایک سال تک گانے بجانے، کھیل تماشے اور شراب نوشی اور کھانے پینے کا جشن منایا۔ اس کے بعد ان کے اہل علم، صاحب فہم و خرد اور عارف باللہ اشخاص نے عوام الناس سے کہا کہ یہ مولود اللہ کا عطیہ ہے اور تم نے اس کے غیر کا شکریہ ادا کیا اور اگر یہ غیر اللہ کا عطیہ ہے تو تم نے اس کا حق ادا کردیا کہ جس نے تم کو عطیہ دیا لیکن جس نے تم کو رزق بخشا تم نے اس کا شکر ادا کرنے کی کوشش کی؟ تو عوام الناس نے ان لوگوں سے کہا کہ اس مولود کو ہمیں اللہ نے بخشا ہے اور اس کے علاوہ کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا ہے۔ علماء نے کہا کہ اگر اس بچہ کو اللہ ہی نے بخشا ہے تو تم اس کے غیر کو جس نے تم کو عطا نہیں کیا تھا راضی کرلیا اور اس اللہ کو ناراض کردیا جس نے اس کو تمہیں عطا کیا تھا تو رعایا نے ان علماء سے کہا کہ اے حکیمو! ہمیں نصیحت کرو اور اے عالمو! ہمیں آگاہ کرو تاکہ ہم تمہاری بات کی پیروی کریں اور تمہاری نصیحت کو مانیں اور تمہارے حکم کے مطابق چلیں۔ علماء نے کہا کہ ہماری یہ رائے ہے کہ موسیقی۔ لہو و لعب اور نشہ آور اشیاء شیطان کی پسندیدہ اشیاء ہیں پس اس کی پیروی سے انحراف کرو اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خواہش اور اس کی نعمتوں کا شکریہ شیطان کے شکریہ کے بجائے کرو تاکہ جو کچھ تم سے ہوا ہے وہ اس سے تم کو معاف کردے۔ رعایا نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو فرمایا اور حکم دیا ہے ان تمام باتوں کا بار ہم نہیں اٹھا سکتے۔ علماء نے کہا کہ اے جاہلو! تم اس کے مطیع کس طرح ہوگئے جس کا تم پر کوئی حق نہیں ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو جس کا حق تم پر واجب ہے اور تم کس طرح نامناسب بات پر قوی و قادر ہوگئے اور اس چیز سے جو مناسب ہے ضعیف اور کمزور ہوگئے؟ عوام الناس کہنے لگے کہ اے حکماء کے پیشواؤ: ہم میں شہواتِ نفسانی بڑھ گئی ہیں اور لذاتِ دنیوی کی کثرت ہوگئی ہے تو ہم کو جو مشابہت کے اعتبار سے عظیم معلوم ہوتی ہیں، انہوں نے قوی کردیا اور ہماری نیتیں اور ارادے ضعیف ہوگئے تو ہم بھاری بھرکم وزن اٹھانے سے عاجز ہوگئے پس آپ لوگ ہماری ان سے بازگشتگی پر راضی ہوجائیں اور اس تمام بار کو اٹھانے میں ہمیں کلفت میں نہ ڈالیں۔ ان حکماء نے ان سے کہا کہ اے احمقوں کے گروہ! کیا تم جہل کے بیٹے اور گمراہی کے بھائی

نہیں ہو جبکہ مشقت تم کو ہلکی معلوم ہورہی ہے اور سعادت بھاری لگ رہی ہے ۔ تو عوام الناس نے ان سے کہا کہ اے سرداران حکما و قائدان علماء! ہم آپ کی اس سختی و عتاب سے اللہ کی مغفرت کے ساتھ پناہ چاہتے ہیں ۔ اور ہم آپ کی طرف سے ہمیں عار کی طرف نسبت دینے پر عفو خداوندی کے مدد سے پردہ پوشی چاہتے ہیں لہذا ہم کو ملامت نہ کیجئے اور نہ ہماری کمزوری کو عار سے تعبیر کیجئے اور نہ ہم پر جہالت کا عیب لگایئے ۔ کیونکہ اگر ہم اللہ کی اطاعت اسی کے عفو اور عمل و حسنات کی کمزوری کے ساتھ کریں گے اور ہم اس کی عبادت اس شخص کی طرح کریں گے جس نے ہماری خواہشات کو باطل ٹھہرایا تو ہم اپنی حاجت کو حاصل کرلیں گے اور اللہ ہماری غایت کو پالے گا ۔ اور ہم پر رحم کرے گا جس طرح اس نے ہم کو خلق کیا ۔ پس جبکہ انہوں نے یہ کہا تو ان کے علماء نے ان سے اقرار لیا اور ان کے قول سے راضی ہوئے اور انہوں نے پورے سال نماز، روزہ، عبادت اور صدقات ادا کئے ۔ پس جب وہ لوگ یہ کرچکے تو کاہنوں نے کہا کہ اس ذات نے کہ جس نے اس مولود کی پیدائش پر قوم پر احسان کیا تھا بتایا ہے کہ یہ بادشاہ فاجر ہوگا اور نیک بھی ہوسکتا اور سرکش بھی ہوسکتا ہے اور متواضع بھی ۔ کبھی برائیوں کا مرتکب ہوسکتا ہے اور کبھی احسان کرنے والا بھی ۔ نجومیوں نے بھی ایسا ہی بتایا ۔ تو ان کاہنوں اور نجومیوں سے کہا گیا کہ تم نے یہ باتیں کس طرح کہیں؟ کاہنوں نے کہا کہ ہم نے یہ بات اس لئے کہی کہ (اس کی پیدائش پر) پہلے لہو و لعب، گانا بجانا اور باطل کام کئے گئے اور اس کے بعد اس کے برخلاف کیا گیا ۔ نجومیوں نے جواب دیا کہ ہم نے یہ بات زہرہ اور مشتری کے اعتدال سے پہلے کہی ہے کیونکہ یہ بچہ شرافت کے ساتھ پیدا ہوا ہے جسکی عظمت کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور خوشی و شادمانی کی حالت میں پیدا ہوا ہے کہ جس کی مکمل توصیف نہیں کی جاسکتی اور ظلم کے ساتھ پیدا ہوا ہے جس کی برداشت کی کوئی طاقت و قدرت نہیں رکھتا پس وہ ظلم و جور و ستم کے احکامات جاری کرے گا اور (حقوق) غصب کرے گا اور اس کے محبوب ترین وہ لوگ ہوں گے جو اس کی موافقت کریں گے اور وہ لوگ ناپسندیدہ ہوں گے جو ان تمام امور میں اس کی مخالفت کریں گے اور وہ شباب، صحت، قدرت، ظفر اور فکر کی وجہ سے غافل و بے خبر رہے گا اور وہ اسی میں سرور و مسرت میں مبتلا رہے گا ۔ اور وہی دیکھے گا جو اس کو پسند ہے اور وہی سنے گا جس کی اس کو خواہش ہے ۔

الغرض جب وہ بتیس سال کا ہوگیا تو اس نے بادشاہ کی اولاد میں سے عورتوں، بچوں اور بچولیوں، پردہ دار (باعزت) عورتوں، بہترین گھوڑوں (سواروں)، رنگ برنگ کی عمدہ سواریوں اور اپنی کنیزوں اور خدمت گاروں کو جمع کیا اور ان کو بہترین لباس پہننے کو کہا اور یہ کہ وہ اچھی طرح بناؤ سنگھار کریں اور اس نے حکم دیا کہ مطلع شمس (مشرق) کے بالمقابل جلسہ گاہ تعمیر کریں ۔ جس کی زمین کی سطح سونے کی ہو جو مختلف جواہرات سے جڑی ہوئی ہو ۔ جس کی لمبائی ایک سو بیس گز اور چوڑائی ساٹھ گز ہو ۔ جس کی چھت اور دیواریں سونے سے آراستہ ہوں اور جو قیمتی زیورات، طرح طرح کے جواہرات اور منظم و مرتب عمدہ موتیوں سے سجائیں جائے اور طرح طرح کے اموال و متاع کے لئے حکم دیا جو

خزانوں سے نکالے گئے اور راستہ کے دونوں جانب چن دیئے گئے اور اس نے اپنے لشکر، اپنے اصحاب، مطیع افراد، کاتبوں (پرچہ نویسوں)، حاجبوں، اپنے شہر کی عظیم ہستیوں اور علماء کو حکم دیا کہ وہ آئیں تو وہ سب کے سب مسلح شہ سوار بہترین شکل و صورت میں اپنی صفوں میں حاضر ہوگئے پھر وہ اپنے مقامات اور اپنے اعلیٰ درجات کے مطابق گھوڑوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اس بادشاہ نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ بہترین و اعلیٰ نظارہ دیکھے گا کہ جس سے اس کو مسرت حاصل ہوگی اور اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوگی۔ پھر وہ چل کر نشست گاہ تک پہنچا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو سب نے اس کو سجدہ کیا۔ اس نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ میں نے اپنی رعایا کا ایک اچھا منظر دیکھا اور اب میں اپنی شکل و صورت دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے آئینہ منگوایا اور اپنے چہرہ کو دیکھا۔ وہ اس آئینہ میں نگاہوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا کہ اس کو اپنی ڈاڑھی کے سیاہ بالوں میں سفید اولے کی طرح ایک بال نظر آیا جس سے اس کو خوف و دہشت محسوس ہوئی اور اس کی حالت متغیر ہوگئی اور دل شکستگی و حزن کا اس کے چہرے سے اظہار ہونے لگا اور ساری مسرت اس سے رخصت ہوگئی۔

پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ یہ وقت میرے شباب میں موت کی خبر دے رہا ہے اور مجھ پر ظاہر کر رہا ہے کہ میرا ملک و اقتدار جانے والا ہے اور مجھ کو تخت سلطنت سے اتار کر ذلیل کیا جائے گا۔ پھر کہنے لگا کہ یہ وقت موت کا پیش خیمہ اور مصیبت کا قاصد ہے جس کو مجھ سے کوئی حاجب نہیں روک سکتا اور نہ کوئی محافظ اسکو منع کر سکتا ہے۔ یہ مجھ کو موت سے مطلع کر رہا ہے اور زوال سلطنت کی خبر دے رہا ہے۔ میری خوبصورتی اور رعنائی کو تبدیل کرنے اور میری خوشی اور مسرت کو ختم کرنے اور قوت کو گھٹانے میں کتنی جلدی کر رہا ہے۔ جس کو مجھ سے قلعوں اور پناہ گاہوں نے نہیں روکا اور جس کو مجھ سے لشکروں نے نہیں بچایا۔ یہ وقت شباب و قوت کا چھیننے والا ہے۔ عزت و ثروت کا مٹانے والا، لوگوں میں جدائی پیدا کرنے والا، دوستوں اور دشمنوں میں میراث تقسیم کرنے والا، ذرائع زندگی کو تباہ کرنے والا، لذتوں کو بدمزہ کرنے والا، عمارتوں کو ویران کرنے والا، مجمع کو متفرق کرنے والا، بلند کو پست کرنے والا اور قوی کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اس نے مجھ پر بوجھ لاد دیئے ہیں اور اس نے مجھ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

پھر وہ خوف زدہ اپنی نشست گاہ سے اتر کر چلا اور لشکروں کو جمع کیا۔ اپنے با اعتماد لوگوں کو بلایا اور کہنے لگا: اے سرداران قوم جب سے میں بادشاہ ہوا اور تمہارے امور کا نگراں ہوا میں نے تمہارے بارے میں کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ اے پسندیدہ بادشاہ ہمارے نزدیک آپ کی مصیبت عظیم ہے اور ہماری جانیں آپ کی اطاعت میں مصروف ہیں پس آپ اپنے اس امر کے متعلق بتایئے۔ بادشاہ نے کہا کہ ایک خطرناک دشمن رات کے وقت آیا تم نے اس کو مجھ سے نہیں روکا حالانکہ تم میری جماعت اور اعتبار کے لوگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے بادشاہ یہ دشمن کہاں ہے؟ کیا وہ دکھائی دیتا ہے یا نہیں دکھائی دیتا؟ بادشاہ نے کہا: وہ اثر کے ذریعہ دکھائی دیتا ہے اور اسے آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں۔

ان صاحبان علم و خرد نے کہا: اے بادشاہ آپ ہماری جماعت کو دیکھ رہے ہیں اور ہمارے پاس برکت و سکون ہے اور ہم میں صاحبان عقل و فہم ہیں آپ ہمیں اس کو دکھایئے ہم اس کو آپ سے (اس قوت کے ذریعے) روک دیں گے۔ بادشاہ نے کہا: میں تم پر بے خبری میں زیادہ مغرور ہوگیا اور میں نے غلط جگہ اور موقع پر اعتماد کیا جبکہ میں نے تم کو اپنے لئے ڈھال بنایا۔ میں نے تم کو مال و دولت عطا کیا۔ تمہارے شرف کو بلند کیا اور تم کو لوگوں کے مقابلہ میں خواص بنایا تاکہ تم دشمنوں سے میری حفاظت کرو اور ان سے میری نگہداری کرو۔ پھر اس کے بعد میں نے شہروں کی تعمیر اور مضبوطی اور ہتھیاروں کی فراہمی سے تمہاری تائید و مدد کی اور تم سے غم و اندوہ کو دور کیا اور تم کو شجاعت دکھانے اور حفاظت کے لئے فارغ رکھا اور میں تمہاری ذمہ دارانہ نگہبانی پر قطعاً فکر مند نہ ہوا اور اپنی عمارت پر حوادث کے آنے سے ذرا بھی نہیں گھبرایا کیونکہ تم اس میں رہتے ہو اور اطاعت گزار ہو۔ میں چلا تو تم میرے اردگرد تھے اور میں آیا تو تم میرے ساتھ تھے پس اگر یہ تمہاری کمزوری کی وجہ سے ہوا تو میں اپنے امور میں تم پر بھروسہ کرنے سے نہیں ڈرتا اور اگر یہ تمہاری غفلت کا نتیجہ ہے تو تم نصیحت کے اہل نہیں ہو اور نہ میری شفقت و مہربانی کے لائق ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ جس چیز کا دفاع ہم لشکر اور قوت سے کرسکتے ہیں تو وہ ان شاء اللہ ہماری زندگی میں آپ تک نہیں پہنچ سکے گی لیکن جو چیز دکھائی نہیں دیتی تو اس کا علم ہم کو نہیں ہے اور اس سے ہماری قوت و قدرت عاجز ہے۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم نے عہد نہیں کیا تھا کہ تم مجھ کو میرے دشمن سے بچاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے کہا: کیا تم مجھ کو اس دشمن سے محفوظ رکھو گے جو مجھ کو نقصان پہنچائے یا اس دشمن سے جو نقصان و ضرر نہ پہنچائے انہوں نے جواب دیا: اس دشمن سے آپ کی حفاظت کریں گے جو آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ بادشاہ نے کہا: کیا تمام ضرر رساں لوگوں سے یا کسی ایک سے؟ انہوں نے کہا: ہر ضرر رساں سے۔ بادشاہ نے کہا: قاصد آزمائش میرے پاس آچکا ہے کہ جو مجھے میری سلطنت کے متعلق خبر دے رہا ہے کہ جو کچھ میں نے آباد کیا ہے اس کو وہ اجاڑ دینا چاہتا ہے اور جو کچھ میں نے تعمیر کیا ہے اس کو ڈھانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور جو کچھ میں نے اکٹھا کیا ہے اس کو متفرق و منتشر کرنا چاہتا ہے اور جو کچھ میں نے اصلاح کی ہے اس کو فاسد کردینا چاہتا ہے۔ جو کچھ میں نے جمع کیا ہے اس کو فضول خرچ کرنا چاہتا ہے، جو میں نے کام کئے ہیں ان میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے۔ جس کو میں نے مضبوط بنایا ہے دشمن اس کو کمزور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اسی میں دشمنوں کی خوشی بھی ہے جن کی آنکھیں میری مصیبت کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس کریں گی۔ اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ میری وجہ سے ان کے سینوں کو شفاء عطا کرے اور اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ جلد ہی میرے لشکر کو شکست دیدے گا، میری انسیت کو وحشت میں تبدیل کردے گا، میرے عزو وقار کو ختم کردے گا اور میرے بچوں کو یتیم کردے گا۔ میری جماعتوں کو منتشر کردے گا۔ میری وجہ سے میرے بھائیوں، اہل و عیال اور اعزاو اقرباء کو دردناکی میں مبتلا کردے گا۔ وہ میرے اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ میرے دشمنوں کا قیام میرے

محلات میں کرائے گا۔

ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ ہم آپ کی حفاظت لوگوں، درندوں، زہریلے کیڑوں اور زمین پر رینگنے والے جانوروں سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اس آزمائش سے بچانے اور روکنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا: مجھ کو اس سے بچانے کی کوئی ترکیب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ بادشاہ نے کہا: لیکن تم اس کے علاوہ ایک چیز کی طاقت رکھتے ہو۔ انہوں نے پوچھا: وہ شے کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: وہ بیماریاں اور غم و اندوہ ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! ان اشیاء کو قوت لطیف عطا ہوئی ہے اور یہ جسم اور نفس پر حملہ آور ہوتی ہیں اور وہ آپ تک بغیر پہنچائے پہنچ جاتی ہیں اور آپ سے چھپ نہیں سکتی ہیں اگرچہ پوشیدہ ہوں۔ بادشاہ نے کہا: اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا چیز ہے جو قضا سے سبقت لے گئی؟ انہوں نے کہا: اے بادشاہ! وہ کون شخص ہے جو قضا پر غالب آئے اور پھر مغلوب نہیں ہو؟ کون ہے وہ شخص جس نے اس کی مخالفت اور دشمنی کی اور وہ مغلوب نہیں ہوا؟ بادشاہ نے کہا: تمہارے پاس اس کا کیا حل ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم قضاء کے دفاع کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور توفیق و درستگی سے دور ہیں۔ بس آپ کیا چاہتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا: میں ایسے ساتھی چاہتا ہوں جو دوامی عہد کریں اور میرے وفادار رہیں اور ان کی برادرانہ محبت میرے لئے برقرار رہے اور موت ان کو مجھ سے حجاب میں نہ رکھ سکے اور بلا و آزمائش ان کو میری ہم نشینی سے روک نہ سکے، ان کے لئے میری صحبت سے محرومی محال ہو اور وہ مجھ کو تنہا نہ چھوڑیں خواہ میں مر ہی جاؤں۔ اور اگر میں زندہ ہوں تو وہ مجھ کو کسی دوسرے کے سپرد نہ کردیں۔ مجھ سے امر موت کا دفاع کریں۔ جس سے تم عاجز ہو۔ انہوں نے کہا: وہ کون لوگ ہیں جن کی تعریف و توصیف آپ نے کی ہے؟ بادشاہ نے کہا: وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تمہاری درستگی کو فاسد کردیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ ہم پر اور ان پر احسان نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے اخلاق مکمل ہیں اور آپ بہت مہربان ہیں؟ بادشاہ نے کہا: اب تمہاری ہم نشینی میرے لئے زہر قاتل ہے اور تمہاری اطاعت میں گراں گوشی و نابینائی اور تمہاری موافقت میں گونگا پن ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ بادشاہ نے کہا: تمہاری ہم نشینی تونگری اور مالداری کی وجہ سے ہے اور تمہاری موافقت جمع ہونے پر ہے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری انتظار غفلت کی وجہ سے ہے۔ تم نے مجھ کو معاد سے روکا اور میرے لئے دنیا کو زینت بنایا اور اگر تم مجھ کو نصیحت کرتے اور مجھ کو موت کے متعلق بتاتے اور یاددہانی کراتے اور اگر تم مجھ سے ہمدردانہ رویہ رکھتے تو تم مجھ سے اس آزمائش و امتحان کا تذکرہ کرتے اور میرے لئے وہ جمع کرتے جو باقی رہتا اور میرے لئے کثرت مال و دولت کی کوشش نہ کرتے جو فنا ہوجائیں گے تو یہ منفعت جس کا تم نے دعویٰ کیا ہے ضرر و نقصان ہے۔ اور یہ محبت عداوت ہے میں نے ان کو تم پر لوٹا دیا ہے، ان میں سے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے صاحب حکمت و پسندیدہ اخلاق بادشاہ! ہم نے آپ کی بات سمجھ لی اور دل سے اس کو قبول کرلیا اور ہم آپ کے خلاف کوئی دلیل نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ہم نے مقام حجت دیکھ لیا ہے۔ لہذا ہمارا اپنی حجت سے سکوت اختیار کرنا ملک کی تباہی، ہماری دنیا کی ہلاکت اور ہمارے دشمن کی شماتت کا باعث ہوگا۔ ہم کو ایک امر عظیم پیش آگیا ہے جس نے ہمیں آپ کی رائے سے تبدیل کردیا ہے۔ بادشاہ نے کہا. بے خوف ہو کر کہو اور جو کچھ تم پر ظاہر ہو بغیر مرعوب ہوئے بیان کرو۔ کیونکہ میں اب تک ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر سے مغلوب تھا اور آج میں ان دونوں پر غالب ہوں۔ آج تک میں ان دونوں (حمیت و غرور) کے زیر اثر تھا۔ لیکن آج میرا ان دونوں پر غلبہ ہے۔ اور میں آج تک تمہارا بادشاہ تھا اور میں نے تم کو مملوک (غلام) بنا رکھا تھا اور آج میں آزاد ہوں اور تم میری سلطنت کے آزاد کردہ لوگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! آپ کس سبب سے مملوک (غلام) تھے جبکہ آپ ہمارے بادشاہ تھے؟ بادشاہ نے کہا: میں اپنی خواہشات کا غلام، جہل کا بندہ اور خواہشات نفسانی کا پجاری تھا۔ تو میں نے اس اطاعت کو خود سے قطع کردیا۔ اور ان سب کو پس پشت ڈال دیا۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! آپ نے کس چیز کا تہیہ کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: میں نے عجز اور آخرت کے لئے خلوت نشینی، اس غرور کے ترک، اس بار کو اپنی پشت سے اتارنے، موت کے لئے تیار ہونے اور بلاء کے دفاع کا تہیہ کیا ہے کیونکہ اس کے ایلچی نے مجھ کو بتایا کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مجھے موت نہ آئے وہ میرے ساتھ رہے اور قیام کرے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! وہ کون سا ایلچی ہے جو آپ کے پاس آیا اور جس کو ہم نے نہیں دیکھا اور جو موت کا پیش خیمہ ہے جس کو ہم نہیں پہچانتے؟ بادشاہ نے جواب دیا: اس کا قاصد یہ سفیدی ہے جو سیاہی میں چمک رہی ہے اور جو ہر شے میں زوال کو چیخ چیخ کر بتا رہی ہے تو ان لوگوں نے اس کو تسلیم کیا اور یقین کرلیا کہ موت کا پیش خیمہ وہ بلا ہے کہ جس کا راستہ یہ سفیدی ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ سلطنت چھوڑ دیں گے؟ اور اپنی رعایا کو رلائیں گے اور آپ اپنی قوم کو بغیر والی و وارث چھوڑنے کے گناہ سے کیوں خوف نہیں کھاتے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سب سے بڑا اجر لوگوں کی خیرخواہی اور بھلائی چاہنے میں ہے۔ اور یہ کہ بہترین اصلاح قوم وجماعت کی فرمانبرداری ہے۔ پھر آپ اس گناہ سے ذرا بھی خوف نہیں کرتے؟ اور خواص کی اصلاح کے اجر کی امید سے زیادہ عوام کی ہلاکت اور تباہی کے گناہ سے بچنے کی فکر کرنا چاہیئے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ افضل عبادت عمل ہے اور سب سے زیادہ سخت عمل حکمرانی اور امور مملکت کی انجام دہی ہے پس اے بادشاہ (آپ میں جتنی قدرت و طاقت ہو) اپنی رعایا پر توجہ مبذول کریں، اپنی تدبیر سے ان کی بہتری چاہیں کیونکہ آپ جتنا ان کی بہتری کے لئے کام کریں گے اتنا ہی اجر آپ کو ملے گا۔ اے بادشاہ! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ اپنی قوم کی درستی کے اختیار سے ہاتھ اٹھالیں گے (الگ ہو جائیں گے) تو یہ ان کی تباہی اور بربادی چاہنے کا مصداق ہوگا پس ان کے بارے میں آپ بار گناہ اس سے بڑھ کر اٹھائیں گے کہ جتنا اپنے خواص کے لئے اجر چاہتے ہیں۔

اے بادشاہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ علماء فرماتے ہیں کہ جس نے نفس کو برباد کیا تو وہ اپنے نفس کے لئے سبب فساد ہوا اور جس نے اس کو درست حالت میں رکھا تو اس نے اپنے جسم کو درست حالت میں رکھا۔ اور اپنی رعایا کو چھوڑ دینے سے بڑھ کر کون سا فساد ہو سکتا ہے کہ جس کے آپ پیشوا اور رہنما ہیں اور اس قوم کے ساتھ ترک تعلق کرکے کہ جس کے ناظم آپ ہیں۔ اے بادشاہ! آپ اس سے الگ رہیں گے اور لباس شاہی اتار دیں گے جو کہ دنیا و آخرت کے شرف کا وسیلہ ہے؟ بادشاہ نے کہا: جو کچھ تم نے بیان کیا میری سمجھ میں آگیا اور جو باتیں تم لوگوں نے کہی ہیں میری عقل میں آگئی ہیں اگر میں بادشاہت کو تم پر عدل و انصاف کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کے لئے چاہوں تو میں تنہا تمہارے بارے میں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیا تم سب لوگ دنیا اور اس کی خواہشات و لذات کے مشتاق و شیدائی نہیں ہو؟ اور نہ مجھے اس کا یقین ہے کہ میں اس حال پر باقی رہوں گا جس کو میں چھوڑ دینا اور ترک کرنا چاہتا ہوں۔ تو اگر میں ایسا کروں گا تو میں غفلت کی حالت میں مرجاؤں گا جو مجھے تخت سلطنت سے اتار کر زمین بوس کردے گی اور وہ مجھ کو دیبا، سونے سے بنے ہوئے لباس اور نفیس جواہرات کے بجائے مٹی کا لباس پہنا دے گی اور کشادہ جگہ کے بعد تنگ جگہ میں داخل کردے گی اور کرامت و شرافت کے بعد لبادہ رسوائی پہنا دے گی تو میں تنہا ہو جاؤں گا اور اس تنہائی میں تم لوگوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہیں ہوگا۔ تم مجھ کو آبادی سے نکال کر ویرانے کے سپرد کردو گے۔ اور میرے گوشت کو درندوں، پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے چھوڑ دو گے۔ اور مجھے چیونٹی اور اس سے بڑھ کر شیر کھالیں گے۔ میرا جسم کیڑوں سے پُر اور سڑی ہوئی لاش کی طرح ہو جائے گا۔ ذلت میری ساتھی ہوگی اور عزت میرے لئے اجنبی ہوگی۔ تم لوگ مجھ سے زیادہ محبت کے اظہار میں دفنانے میں جلدی کرو گے۔ اور مجھے اور میرے اعمال قدیمہ اور گزرے ہوئے گناہوں کے درمیان تنہا چھوڑ دو گے تو یہ حسرت مجھ کو وراثت میں ملے گی اور مجھ کو انجام میں ندامت ملے گی۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھ کو نقصان پہنچانے والے دشمن سے بچاؤ گے۔ اس وقت تمہارے پاس اس کو روکنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ تمہارے پاس قوت و قدرت ہے اور نہ کوئی راستہ ہے۔ اے لوگو! میں خود کو فریب دے رہا ہوں یا تم فریب دے رہے ہو؟ اور تم نے پر فریب اور بیہودہ باتوں کا جال لگا رکھا ہے۔

تو ان لوگوں نے اپنے پسندیدہ بادشاہ سے کہا: ہم وہ نہیں ہیں جو تھے اور آپ بھی وہ نہیں ہیں جو تھے اور ہمیں بھی اس نے بدل دیا ہے جس نے آپ کو بدل دیا ہے اور اسی نے ہم کو تبدیل کردیا ہے جس نے آپ کی حالت میں تغیر پیدا کیا ہے تو آپ ہماری توبہ کو رد نہ فرمائیں اور ہم کو مفید مشورہ و نصیحت فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا: (فی الحال) میں تمہارے اس عمل و فعل کے ساتھ قیام کرتا ہوں لیکن جب تم اس کے برخلاف کرو گے تو تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ اپنے ملک پر سلطنت کرتا رہا اور اس کا تمام لشکر اس کی سیرت پر عمل کرتا رہا۔ اور وہ عبادت و خدمت میں مصروف رہے۔ ان کا ملک سرسبز و شاداب ہوگیا، ان کے دشمن مغلوب ہوگئے اور ان کی سلطنت میں اضافہ ہوا۔

اور اسی طریقہ و سیرت پر تیس سال گزر گئے تاآنکہ وہ بادشاہ مر گیا اور مجموعی طور پر وہ چونسٹھ سال زندہ رہا۔

یوذاسف نے کہا: میں اس قصہ کو سن کر بہت خوش ہوا لہٰذا اس جیسا کچھ اور بیان کیجئے جو میری خوشی اور شکر رب میں زیادتی کا باعث ہو۔

حکیم نے کہا: عوام کا خیال ہے کہ نیک بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اور اس کے لشکری خوف خدا رکھتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے اور اس کے باپ کی سلطنت پر حملے ہوتے رہتے تھے اور ان کے درمیان تفرقہ تھا لیکن شہزادہ ان کے شہروں سے دشمن کو کم کرتا تھا اور ان لوگوں کو پرہیزگاری، خوف خدا، اللہ سے امداد چاہنے اور اس کی نگہبانی و پناہ کے لئے اکساتا تھا پس جب وہ بادشاہ ہوا تو اس نے اپنے دشمن کو مغلوب کیا، رعایا کو یکجا کیا اور شہروں میں درستی پیدا کی اور اپنے ملک کا انتظام کیا۔ پھر جب اس نے خود پر فضل الہیٰ دیکھا تو مال و دولت نے اس کو سرکش اور متکبر بنا دیا اور وہ بہک گیا اور یہاں تک کہ اس نے عبادت الہیٰ کو ترک کر دیا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کے قتل میں سرگرمی دکھائی۔ اس کی حکومت کافی عرصہ تک قائم رہی اور اس کی مدت کافی طویل ہوگئی اور لوگ اس کی بادشاہت سے پہلے جس حق پر تھے اسے بھول گئے، نشہ میں سرشار ہوگئے، اس کے احکامات کی اطاعت میں لگ گئے، گمراہی کی طرف دوڑ پڑے اور اسی نہج پر برقرار رہے پھر اسی ماحول میں ان کے بچوں نے پرورش پائی ان میں کوئی شخص اللہ کی بندگی نہیں کرتا تھا اور اس کا نام تک نہیں لیتا تھا۔ اور وہ سوائے اس بادشاہ کے اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ شہزادہ نے اپنے باپ کی زندگی میں اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ کبھی بادشاہ ہوا تو اطاعت الہیٰ کے سلسلہ میں ایسے امور انجام دے گا جو اس سے قبل بادشاہوں نے انجام نہیں دیئے تھے اور نہ وہ اس کی قدرت و استعداد رکھتے تھے۔ مگر جب وہ بادشاہ بنا تو اس نے اپنی پہلی رائے اور نیت کو بھلا دیا اور بدمست شرابی کی طرح نشہ میں مخمور ہوگیا۔ نہ اس کا نشہ اترا اور نہ ہوش میں آیا۔ بادشاہ کے احسان مندوں میں ایک مرد صالح بھی تھا جو اس کے مصاحبوں میں زیادہ قدر و منزلت رکھتا تھا تو اس کو بادشاہ کی دین میں گمراہی اور اللہ سے عہد کی فراموشی پر دکھ اور غم ہوا اور جب بھی وہ چاہتا کہ اس کو نصیحت کرے تو وہ اس کے حد سے گزرنے اور سرکشی کا ذکر کرتا اور اس بادشاہ کی حدود مملکت میں کوئی شخص اس کے علاوہ ایسا باقی نہیں تھا جو اس کا مقام نہیں پہچانتا ہو اور اس کے نام سے نہ پکارتا ہو۔

پھر وہ ایک دن بادشاہ کے پاس ایک کھوپڑی کو جو کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی لے کر آیا اور بادشاہ کی دائیں جانب بیٹھ کر اس کھوپڑی کو کپڑے سے نکالا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا پھر اس کو اپنے پیروں سے روندا اور فرش پر رگڑتا رہا یہاں تک کہ بادشاہ کی جائے نشست اس کھوپڑی کے ریزوں سے اٹ گئی۔ بادشاہ اس کے اس فعل سے بہت غضبناک ہوا پس بادشاہ کے مصاحبوں اور ہم نشینوں کی نگاہیں اس پر جم گئیں اور پاسبان لوگ اس کے قتل کے لئے شاہی حکم کے انتظار میں تلواریں سونت کر مستعد ہوگئے۔ بادشاہ اس وقت اپنے غصہ کو روک رہا تھا اور اس زمانے کے بادشاہ

لوگوں پر اپنی قدرت اور ان کی سرکشی کے باوجود انتہائی مہربانی اور محبت اور اپنی رعایا کی خیر خواہی کے لئے اپنی سرزمین کو آباد رکھنے کے لئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے تھے تاکہ (یہ رویہ) ان کے فائدے کے حصول اور خراج کے وصول کرنے میں مددگار ثابت ہو چنانچہ بادشاہ اس حالت پر خاموش رہا یہاں تک کہ اس شخص نے اس کھوپڑی کو کپڑے میں لپیٹا اور اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اس نے یہی عمل کیا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہ اس کھوپڑی کے متعلق کچھ دریافت ہی نہیں کر رہا ہے اور اس کے بارے میں کچھ گفتگو کرنا نہیں چاہتا تو ایک دن اس کھوپڑی کے ساتھ ایک ترازو اور تھوڑی سے مٹی لیکر آیا اور ترازو کے ایک پلڑے میں درہم رکھا اور دوسرے پلڑے میں اس کے وزن کے برابر مٹی رکھی پھر اس مٹی کو اس کھوپڑی کی آنکھ میں ڈال دیا اور تھوڑی سے مٹی لے کر اس کھوپڑی کے منہ میں ڈالی۔ پس جب بادشاہ نے اس کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے اس کی حرکات کی تہہ تک پہنچنا چاہا تب اس سے کہا: میں سمجھ رہا ہوں کہ تم نے یہ جرات اس لئے کی ہے کہ میں نے تمہیں یہ مقام عطا کیا ہے اور میری رہنمائی کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ تمہارے قدر و منزلت میرے نزدیک کافی زیادہ ہے۔ اور شاید جو تم نے عمل کیا ہے اس کا مقصد یہی تھا۔ اس آدمی نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: اے بادشاہ! آپ اپنی عقل کے ساتھ متوجہ ہوئے کیونکہ کلام کی مثال اس تیر کی طرح ہے کہ جب اسے نرم زمین میں پھینکا جائے تو اس میں گڑ جاتا ہے۔ اور جب اسے سخت چیز پر مارا جاتا ہے تو وہ اثر انداز نہیں ہوتا۔ اور کلمے کی مثال اس بارش کی طرح ہے کہ جب وہ کسی اچھی زمین پر برستی ہے تو اس سے نباتات اگتی ہیں اور جب بنجر زمین پر برستی ہے تو کچھ نہیں اگتا۔ اور یقیناً لوگوں کی خواہشیں جدا جدا ہیں اور عقل اور خواہش دونوں قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اگر خواہش عقل پر غالب آجائے تو آدمی غصہ اور بیوقوفی کے کام کرتا ہے اور اگر خواہش مغلوب ہوجائے تو پھر آدمی کے کام میں کوئی لغزش نہیں پائی جاتی۔ میں بچپن ہی سے علم کو دوست رکھتا تھا اور اسی میں رغبت رکھتا تھا۔ اور میں اپنے تمام کاموں میں علم ہی کو موثر گردانتا تھا۔ پس میں نے دامن علم کو نہیں چھوڑا چنانچہ اس کے ذریعے بہترین مقام پر فائز ہو گیا اسی دوران ایک دن میں قبروں کے درمیان گھوم رہا تھا تو میں نے اس کھوپڑی کو بادشاہوں کی قبور سے نکلا ہوا دیکھا۔ وہ اپنے جسم سے جدا تھی تو بادشاہوں کے دبدبہ کے باوصف اس کھوپڑی کا اپنے جسد سے جدا ہو کر اس طرح مجھے ملنا میرے لئے غم و غصہ کا باعث ہوا۔ پس میں نے اسے اٹھایا اور اپنے گھر لے گیا اس کھوپڑی کو دیبا کا لباس پہنایا، گلاب اور خوشبوؤں کے پانی سے دھویا اور فرش پر رکھ دیا۔ اور دل میں کہا: اگر یہ بادشاہوں کی کھوپڑیوں میں سے ہے تو میرے اوپر اس کی عزت کرنا ضروری ہے اور اسے حسن و جمال سے آراستہ کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ غریبوں کی کھوپڑیوں میں سے ہے تو شرافت اور بزرگی کا یہ عمل اس کے لئے زیادتی کا سبب نہیں بنے گا۔ پس میں کافی دنوں تک اس کھوپڑی کے ساتھ یہی کرتا رہا۔ لیکن میں اس کی زندگی کے متعلق کچھ نہ جان سکا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اپنے غلام کو بلایا جو

میرا انتہائی مددگار ہے پھر میں نے اس کھوپڑی کی توہین کی ۔ تو اس کی حالت توہین اور آرام دونوں صورتوں میں ایک جیسی پائی ۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں حکماء کے پاس پہنچا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا ۔ انہیں بھی اس کے بارے میں کوئی علم نہ تھا ۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ بادشاہ انتہائی عالم اور حکیم شخص ہے چنانچہ میں آپ کے پاس ڈرتا ہوا حاضر ہوا لیکن میرے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں یہاں تک کہ آپ خود ہی مجھ پر اس کو ظاہر نہ کریں اور میں یہ بھی چاہتا تھا کہ اے بادشاہ آپ مجھے بتائیں کہ یہ کھوپڑی بادشاہ کی ہے یا کسی غریب کی ۔ کیونکہ جب میں نے اس کے امور کے متعلق غور و فکر کیا تو اس کی آنکھوں میں دیکھا کہ جہاں کچھ نہ تھا ۔ اگر میں اس بات پر قادر ہوتا کہ آسمانوں کے پیچھے کیا ہے تو اس بات سے بھی مطلع ہوجاتا کہ آسمان کے اوپر کیا ہے ۔ تو میں سوچتا رہا کہ وہ کونسی چیز ہے جو ان (گڑھوں) کو (آنکھوں سے) بھرتی ہے اور انہیں وہاں روکتی ہے ۔ بالآخر میں نے ایک درہم وزن کی مٹی لی (کہ آنکھ بھی تقریباً اتنے وزن کی ہوتی ہے) اور اسے گڑھے میں ڈال دیا ۔ تب میں نے اس کے اندر دیکھا تو پایا کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے تو میں نے تھوڑی مٹی اور بھری لیکن وہاں نہ ٹھہری تو اے بادشاہ اگر آپ مجھے بتائیں کہ یہ ایک غریب آدمی کی کھوپڑی ہے تو میری دلیل آپ کے لئے یہ ہے کہ میں نے اس کو بادشاہوں کی قبروں کے درمیان سے پایا تھا ۔ (میری درخواست ہے) آپ بادشاہوں اور غریبوں کی کھوپڑیوں کو یکجا کریں ۔ پس اگر یہ آپ (بادشاہوں) کی کھوپڑیوں میں سے ہے کہ جنہیں فضیلت حاصل ہے تو جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہے اور اگر آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ بادشاہوں کی کھوپڑیوں میں سے نہیں ہے تو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ اس بادشاہ کی کھوپڑی ہے کہ جو ملک کا حسن و جمال تھا اور اس کی عزت تھا جیسا کہ آج کل آپ ہیں ۔ پس اللہ آپ کو بچائے اس بات سے کہ آپ کی حالت بھی اس کھوپڑی کی طرح ہوجائے کہ جو پیروں میں روندی جاتی ہے اور مٹی میں مل جاتی ہے اور جسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں اور کثرت کے بعد قلت محسوس کریں اور عزت کے بعد ذلیل ہوجائیں اور ایسے گڑھے میں ڈال دیئے جائیں جس کی لمبائی چار گز کے قریب ہو ۔ اور آپ کے ملک کا کوئی اور وارث ہوجائے ۔ آپ کا تذکرہ منقطع ہوجائے ۔ اور آپ کے کاموں میں فساد پیدا ہوجائے اور جنہیں آپ نے بزرگی دی ہے وہ ذلیل کردیئے جائیں اور جن کو آپ نے ذلیل سمجھا ان کا اکرام کیا جائے ۔ اور آپ کے دشمن خوش ہوں اور آپ کے مددگاروں کو نابود کردیا جائے اور آپ کے درمیان مٹی حائل ہوجائے ۔ پس اگر ہم آپ کو پکاریں گے تو آپ نہیں سنیں گے اور اگر ہم آپ کا اکرام کریں گے تو آپ قبول نہیں کریں گے اور اگر آپ کی توہین کریں گے تو آپ غضبناک نہیں ہوں گے ۔ پس آپ کی اولاد یتیم ہوجائے گی اور آپ کی بیویاں بیوہ ہوجائیں گی اور آپ کے خاندان والے قریب ہے کہ آپ کی بیویوں (کی زوجیت) کو تبدیل کردیں ۔

پس جب بادشاہ نے سنا تو اس کا دل غمگین ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ۔ اور اس کی زبان سے لفظ ویل (ہائے واۓ) نکلنا شروع ہوا ۔ جب اس آدمی نے یہ دیکھا تو اس نے محسوس کرلیا کہ اس کی بات بادشاہ پر

اثرانداز ہوئی ہے اور اس کی بات نے بادشاہ میں کیفیت ورد پیدا کر دی ہے تو اس کی جرات میں اضافہ ہوا اور جو اس نے کہا تھا اس کی تکرار کی اور اس نے بادشاہ سے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کو (یہاں موجود) میرے گرد عظیم (اور طاقتور) لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے بادشاہ نے کہا: میری عمر کی قسم کہ میں تمہاری گفتگو کو سمجھ گیا ہوں اور مجھے صحیح صورتحال نظر آ گئی ہے۔

جب لوگوں نے یہ خبر سنی تو اہل فضل اور ان جیسے لوگ متوجہ ہوئے اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اور وہ اس امر پر باقی رہا یہاں تک کہ اس نے دنیا سے مفارقت اختیار کی۔

شہزادے نے کہا: آپ اس جیسی چیزیں کچھ اور اضافہ فرمائیں۔

حکیم نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اور چاہتا تھا کہ اس کے ایک بیٹا ہو اور اس نے اپنے علاج کے لئے کوئی طریقہ نہیں چھوڑا جو اس کے اس عمل کو کامیاب کر سکتا۔ جب کافی مدت گزر گئی تو اس کی بیویوں میں سے ایک کو حمل قائم ہوا اور اس سے ایک بچہ ہوا۔ جب وہ پرورش پا کر جوان ہو گیا تو اس نے ایک دن کہا: تمہاری بازگشت (قیامت) تمہیں برائیوں سے روکتی ہے پھر دوسری بات یہ کہی کہ تم بوڑھے ہو جاؤ گے پھر تیسری بات کہی کہ اس کے بعد تم مرجاؤ گے پھر اس کی حالت اس طرح ہو گئی جس طرح بچے حرکات کرتے ہیں۔ اس کی پیدائش کے بعد بادشاہ نے علماء اور نجومیوں کو بلایا تھا اور ان سے کہا تھا کہ تم میرے بیٹے کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے اس کے بیٹے کے بارے میں غور و خوض کیا تو اس کے بارے میں عاجز ہو گئے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ جب بادشاہ نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں کو ذرا بھی علم نہیں ہے تو اس لڑکے کو دائیوں کے سپرد کر دیا۔ کہ اسے دودھ پلائیں مگر ایک نجومی نے کہا کہ عنقریب یہ امام ہوگا اور اس کے اوپر ایسے پاسبان مقرر کرنے چاہئیں جو اس سے کبھی جدا نہ ہوں یہاں تک کہ جب وہ جوان ہو گیا تو ایک دن اپنی دائیوں اور پاسبانوں سے چھپ کر باہر نکل گیا اور ایک بازار میں پہنچا جہاں سے ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک آدمی مر گیا ہے۔ اس نے دریافت کیا: اس کو کس چیز نے مار دیا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ بڑھاپے نے اور زمانے نے اس کو فنا کر دیا پس اس کی موت قریب ہوئی اور وہ مر گیا۔

اس نے دریافت کیا: کیا وہ تندرست اور زندہ تھا اور چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا تھا؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں!

پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک بہت بوڑھے شخص کو دیکھا تو وہ انتہائی حیرت زدہ ہوا پھر اس جوان نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ایک بوڑھا شخص ہے کہ جس کی جوانی رخصت ہو گئی ہے اور بڑھاپا آگیا ہے۔ اس جوان نے دریافت کیا: کیا وہ بچے سے جوان ہوا تھا؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں!

پھر وہ آگے بڑھا تو اس نے ایک مریض شخص کو دیکھا جو اپنی پشت کے بل لیٹا ہوا تھا۔ وہ اسے کھڑا دیکھتا رہا اور تعجب کرتا رہا۔ پس لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ایک بیمار آدمی ہے اس نے دریافت کیا: کیا یہ صحت مند تھا پھر مریض ہوا؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔

تو یہ جوان کہنے لگا خدا کی قسم اگر تم سچے ہو تو یقیناً لوگ مجنون اور دیوانے ہیں۔

پس اس وقت ایک غلام نے اس کو بازار میں جالیا چنانچہ اسے لیکر واپس ہوا اور گھر میں پہنچا دیا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے چھت کی ایک کڑی دیکھی تو پوچھا: یہ کس طرح کی ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ کڑی پہلے درخت تھی پھر لکڑی بن گئی پھر اس کو کاٹا گیا جب یہ گھر تعمیر کیا گیا تو اس لکڑی کو یہاں رکھدیا گیا۔

اس دوران بادشاہ نے اس پر مقرر کردہ لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ دیکھیں کہ وہ کیا کچھ گفتگو کرتا ہے انہوں نے بتایا: وہ جو کلام کرتا ہے ہمارے خیال میں وہ دسوسہ ہے۔ جب بادشاہ نے غلام سے یہ بات سنی تو اس نے علماء کو بلایا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن ان میں سے کسی کو اس کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ سوائے اس پہلے آدمی کے اور بادشاہ نے اس کی بات کا انکار کیا تھا پھر بعض علماء نے بادشاہ سے کہا: اگر آپ اس کی شادی کر دیں تو جو بات آپ دیکھ رہے ہیں اس سے ختم ہوجائے گی۔ اور وہ (اس صورت حال کو) قبول کرلے گا، عقلمند ہوجائے گا اور اس میں بصیرت پیدا ہوجائے گی۔ تو بادشاہ نے اپنی مملکت میں ایسی عورت کی تلاش کے لئے لوگوں کو بھیجا۔ پس ایک ایسی عورت ملی جو بہت حسین تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کی شادی اپنے لڑکے سے کردی۔ جب شادی کا ولیمہ ہوا تو کھیل کود کرنے والوں نے لہولعب شروع کیا اور ستارنوازوں نے ستارنوازی شروع کی۔ پس جب اس لڑکے نے ان کی ملی جلی آوازیں سنیں تو دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اسے جواب دیا گیا: یہ لوگ کھیل کود کرنے والے اور گانے بجانے والے ہیں جو آپ کی شادی پر جمع ہوگئے ہیں۔ تو وہ لڑکا خاموش ہوگیا۔ پس جب لوگ شادی کے ہنگامے سے فارغ ہوئے اور شام ہوئی تو بادشاہ نے اپنی بہو کو بلا کر کہا: میرے اس لڑکے کے علاوہ کوئی بیٹا نہیں جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس سے لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آنا اور اس سے قربت حاصل کرنا اور اس سے محبت کا اظہار کرنا۔ پس وہ عورت جب اس کے پاس آئی اور اس کے قریب ہونا چاہا تو اس لڑکے نے کہا: تھوڑی سی مہلت دو۔ کیونکہ رات لمبی ہے۔ اللہ تمہارے بارے میں مجھے برکت دے۔ اتنی دیر صبر کرو کہ ہم کچھ کھا پی لیں۔

پس کھانا آیا تو انہوں نے کھانا شروع کردیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو اس نے اس عورت سے شراب لی اور وہ عورت خود بھی شراب پی کر سو گئی۔

پس وہ لڑکا نگہبانوں اور چوکیداروں سے بچ کر چپکے سے گھر سے نکل گیا۔ لیکن شہر پہنچ کر متردد ہوا آخر اہل شہر

میں اسے اپنے جیسے قدوقامت کا ایک جوان نظر آیا۔ وہ اس کے پیچھے گیا اور اس سے اپنے لباس کو تبدیل کرلیا۔ اس طرح اس کی ہیئت بدل گئی۔ پھر دونوں شہر سے نکلے اور پوری رات چلتے رہتے لیکن صبح کے قریب ڈھونڈے جانے کے خوف سے ایک جگہ چھپ گئے۔

ادھر صبح اس کی بیوی سے جو اونگھ رہی تھی لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ ابھی تو میرے ساتھ تھا۔

اب ان کا معمول یہ ہوا کہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپے رہتے یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کی سلطنت سے نکل کر ایک دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں پہنچ گئے۔ یہ دونوں جس مملکت میں پہنچے تھے وہاں کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی جس کے لئے طے کیا گیا تھا کہ وہ اس سے شادی کرے گی جسے وہ پسند کرے گی۔ چنانچہ اس کے لئے شاہراہ عام پر ایک بالاخانہ تعمیر کرایا گیا تھا جہاں بیٹھ کر وہ ہر آنے جانے والے کو دیکھتی رہتی تھی۔ ایک دن اس کی نظر بازار میں گھومنے والے جوان پر پڑی جس کا ساتھی بوسیدہ اور کہنہ لباس میں تھا تو شہزادی نے بادشاہ کے پاس اطلاع کرائی کہ مجھے ایک جوان پسند آگیا ہے اگر آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں تو اس سے کردیں۔ یہ بات ملکہ تک پہنچائی گئی تو وہ خوش ہو کر اپنی بیٹی کی پاس پہنچی تاکہ اس لڑکے کو دیکھے۔ چنانچہ شہزادی نے اس لڑکے کو دکھایا۔ ملکہ خوش ہو کر بالاخانہ سے اتری اور بادشاہ تک پہنچی اور اسے بتایا: آپ کی بیٹی ایک شخص کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ پس بادشاہ نے بھی اسے دیکھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ اسے بھی وہ شخص دکھایا گیا۔ بادشاہ نیچے اترا اور اسے حکم دیا کہ وہ دوسرا لباس پہنے اور اس سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھ سے آپ کا یہ کیا سوال ہے کہ میں مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں۔ بادشاہ کہنے لگا: تم پردیسی ہو تمہارا رنگ و روپ اس شہر والوں جیسا نہیں ہے۔ جوان نے جواب دیا: میں پردیسی نہیں ہوں۔ بادشاہ نے اس سے اس بات کا ثبوت مانگا تو اس نے اس سے انکار کردیا۔

اس پر بادشاہ نے جاسوسوں کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ اس کے علم میں آئے بغیر یہ دیکھیں کہ وہ کہاں رہتا ہے پھر واپس اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص کسی بادشاہ کا بیٹا ہے اور تم لوگ اسے جس طرف مائل کرنا چاہتے ہو اسے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

تاہم بادشاہ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلایا۔ تو اس جوان نے کہا: میری کوئی حیثیت نہیں اور (اس کے باوجود) بادشاہ مجھے بلا رہا ہے حالانکہ مجھے اس سے کوئی حاجت نہیں جبکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ بہرحال وہ ناگواری خاطر کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اسے کرسی پر بٹھایا۔ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی بلایا جو بادشاہ کے پیچھے پس پردہ بیٹھ گئیں۔ بادشاہ نے اس جوان سے کہا: میں نے تمہیں ایک اچھے کام کے لئے بلایا ہے میری ایک بیٹی ہے جو تم پر ریجھ گئی ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی اس سے کردوں۔ اگر تم مسکین و محتاج

ہو تو ہم تمہیں غنی و تونگر بنا دیں گے اور تمہاری قدرومنزلت اور شرف کو بڑھا دیں گے ۔ اس جوان نے کہا: آپ مجھے جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں البتہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے ایک مثال پیش کر دوں ۔

بادشاہ نے کہا: بیان کرو ۔

جوان نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ کا ایک بیٹا تھا جس کے دوستوں نے اسے دعوت طعام دی تو اس نے ان کے ساتھ جاکر خوب کھایا پیا اور وہ سب بدمست ہوکر سو گئے ۔ شہزادہ رات کے درمیانی حصہ میں بیدار ہوا اور اس کو گھر والے یاد آئے تو اپنے گھر کی طرف چلا ۔ اس کے دوستوں میں سے کوئی بھی جاگ نہیں رہا تھا ۔ مدہوشی میں راستہ طے کرنے کے درمیان اس کو ایک قبر نظر آئی تو اس کو گمان ہوا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہونے کی جگہ ہے تو وہ اس قبر کے اندر داخل ہوگیا اس کو مردے کی بو سنگھائی دی تو حالت نشہ کی وجہ سے اس نے خیال کیا کہ وہ خوشبوئیں ہیں جب اس نے ہڈیوں کو دیکھا تو یہ سمجھا کہ اس کا آراستہ بستر ہے ۔ جب اس نے ایک جسم کو دیکھا جو ابھی تازہ تازہ مرا تھا اور اس نے اس کی بو محسوس کی تو سمجھا کہ اس کی بیوی ہے تو اس نے اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اس کا بوسہ لیا اور ساری رات اس سے کھیلتا رہا ۔ جب (نشہ دور ہونے سے) اس کی حالت درست ہوئی اور اس نے اس منظر کو دیکھا کہ وہ ایک مردہ جسم کے اوپر ہے اور اس سے بدبو آرہی ہے اور اسکے کپڑے اور کھال گندے ہوگئے ہیں تو قبر اور مردہ کی یہ حالت دیکھ کر اور اپنی ہیئت کذائی چھپانے کے لئے اس نے شہر کے دروازہ کی طرف رخ کیا جو کھلا ہوا تھا چنانچہ اس سے گزر کر اپنے کنبہ والوں کے پاس پہنچ گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ اس پر انعام کیا گیا ہے کہ اس حالت میں کسی شخص سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی ۔ جب اس نے ان کپڑوں کو اتار کر غسل کیا ، دوسرا لباس پہنا اور خوشبو لگائی ۔

اے بادشاہ! آپ کو اللہ عمر عطا فرمائے کیا آپ کی رائے میں وہ جس حالت میں تھا اسکی طرف رجوع کر سکتا ہے ؟

بادشاہ نے کہا: نہیں ۔ وہ جوان کہنے لگا: میں وہی شخص ہوں ۔ پھر بادشاہ اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: میں نے تم کو بتایا تھا کہ اس کو اس بارے میں کوئی رغبت نہیں ہے جس کی تم دعوت دے رہی ہو ۔ شہزادی کی ماں نے کہا: آپ نے میری بیٹی کی تعریف و توصیف میں کمی کی ہے اس لئے میں اس کے ساتھ علیحدہ گفتگو کرنا چاہتی ہوں ۔ چنانچہ بادشاہ نے اس جوان سے کہا: میری بیوی باہر آکر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہے حالانکہ اس سے پہلے اس نے کسی غیر مرد کے لئے ایسا نہیں کیا ۔ اس جوان نے کہا: اگر وہ یہ چاہتی ہے تو باہر نکلے ۔ پس وہ باہر آکر بیٹھی اور جوان سے کہنے لگی کہ اس مسئلہ کی طرف آؤ جو اللہ نے تم کو خیر و رزق میں سے دیا ہے پھر میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کردوں گی ۔ اگر تم اس کو دیکھ لو کہ اللہ نے اس کو کیا جمال و شکل عطا کی ہے تو تم رشک کرو گے ۔ جوان نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا: کیا میں آپ کو ایک بات نہ سنادوں ۔ بادشاہ نے کہا: ہاں سناؤ ۔

اس جوان نے کہا: چند چوروں نے یہ طے کیا کہ وہ شاہی خزانہ میں داخل ہو کر چوری کریں گے تو انہوں نے خزانہ کی دیوار میں نقب لگائی اور اندر داخل ہو کر ایسا مال و متاع دیکھا جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی اثنا میں ان کی نظر ایک سونے کے مٹکے پر پڑی جس پر سونے سے مہر لگائی گئی تھی تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس سونے سے مہر شدہ مٹکے سے بہتر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس سے بہتر ہے جو ہم نے دیکھا ہے تو اس مٹکے کو اٹھا کر وہ چل دیئے یہاں تک کہ وہ ایک جنگل میں داخل ہوئے اور انہیں ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا فوراً انہوں نے اس مٹکے کو کھولا تو اس کے اندر سانپ تھے جنہوں نے اوپر اٹھ کر ان سب کو مار ڈالا۔

اے بادشاہ! اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے کہ آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس کو اس امر کا علم ہوا ہو جیسا ان چوروں کے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ وہ ایسے مٹکے میں اپنا ہاتھ ڈال دے جس میں سانپ ہوں؟ بادشاہ نے کہا۔ نہیں اس جوان نے کہا کہ میں وہی شخص ہوں۔ شہزادی نے اپنے باپ سے کہا: آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بذات خود نکل کر اس سے گفتگو کروں۔ اگر وہ جوان مجھ کو اور میرے حسن اور شکل و صورت کو دیکھ لے گا اور جو اللہ نے مجھ کو جمال سے نوازا ہے تو وہ قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکے گا۔ بادشاہ نے جوان سے کہا: میری بیٹی چاہتی ہے کہ تمہارے پاس نکل کر آئے حالانکہ وہ کبھی کسی کے سامنے نکل کر نہیں آئی ہے۔ اس لڑکے نے کہا: اگر وہ یہ چاہتی ہے تو سامنے آئے۔ پس وہ نکل کر سامنے آئی اور وہ چہرہ مہرہ، قد و قامت اور آنکھ، ناک اور جسمانی اعتبار سے بہت حسین تھی اس نے اس جوان کو سلام کرنے کے بعد کہا: کیا تم نے کبھی مجھ جیسا دیکھا ہے یا ایسا کامل خوبصورت اور بے عیب حسین تمہاری نظر سے گزرا ہے؟ مجھے تم سے عشق ہے اور تم سے محبت کرتی ہوں۔ تو جوان نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا: کیا میں آپ کو ایک مشہور قصہ نہ سناؤں؟ بادشاہ نے کہا: ہاں ضرور سناؤ۔

نوجوان نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے ان میں سے ایک بیٹا دوسرے ملک چلا گیا جہاں اس کو ایک گھر میں محبوس کر دیا گیا اور وہاں کے بادشاہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جو بھی ادھر سے گزرے وہ اس کو پتھر مارے اس طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ اس کے بھائی نے اپنے والد سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے بھائی تک پہنچ کر اس کو چھڑانے کی جدوجہد کرے۔ بادشاہ نے کہا: سفر کی تیاری کرو اور اپنے ساتھ جو مال و متاع اور ساز و سامان باربرداری لینا چاہتے ہو لے لو۔ چنانچہ وہ زاد راہ اور ساز و سامان باربرداری لے کر چل پڑا اس کے ساتھ گانے بجانے والیاں اور اجرت پر رونے پیٹنے والی عورتیں بھی تھیں۔ جب وہ اس بادشاہ کے شہر (دارالسلطنت) کے قریب پہنچا تو بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے استقبال کے لیے جائیں اور اس کے لئے حکم دیا کہ وہ شہر کے باہر قیام کرے تو وہ لڑکا وہیں قیام پذیر ہوگیا جب وہ اطمینان سے بیٹھا تو اپنے مال و متاع کو کھولا اور اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اس مال و متاع کے بیچنے میں ان لوگوں کے ساتھ سہل انگاری سے کام لیں اور نرمی کا رویہ

اختیار کریں ۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا جب اس شہزادہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید وفروخت میں مشغول ہوگئے ہیں تو وہ خاموشی سے نکل کر شہر میں داخل ہوگیا ۔ اس کو قیدخانہ کا علم تھا کہ جس میں اس کے بھائی کو قید کیا گیا تھا ۔ اس نے قید خانہ میں داخل ہو کر اس پر ایک کنکری پھینکی تاکہ پتہ چل سکے کہ اس کا بھائی زندہ ہے ۔ جب اس قیدی بھائی کو کنکری لگی تو اس نے چیخ ماری اور کہنے لگا کہ تم نے مجھ کو مار ڈالا ۔ تو اس وقت شاہی محافظ خوف زدہ ہوگئے اور اس کے پاس جاکر دریافت کیا کہنے لگے کہ تم نے چیخ کیوں ماری اور تمہارا کیا حال ہے اور تم کو کیا ہوا ہے اور ہم نے تم کو بولتا ہوا کبھی نہیں دیکھا حالانکہ ہم تم پر سختی کرتے تھے اور جو کوئی یہاں سے گزرتا تھا وہ تم کو مارتا بھی تھا اور پتھر بھی پھینکتا تھا ۔ اس آدمی نے ایک کنکری ماری تو تم اس سے چیخ پڑے ؟ اس قیدی نے کہا کہ لوگ میرے بارے میں علم نہیں رکھتے تھے اور اس شخص نے جاننے کے باوجود مجھ کو کنکری ماری ہے ۔

اس قیدی کا بھائی اپنے ٹھکانہ اور مال و متاع پر واپس آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ کل میرے پاس آنا میں تم کو ملبوسات و ہتھیار اور ساز و سامان دکھاؤں گا جو تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا تو اس دن لوگ واپس چلے گئے جب دوسرا دن ہوا اور وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے تو اس نے ملبوسات کو کھول کر دکھانے کا حکم دیا اور گانے بجانے والی اور اجرت پر آہ و بکا کرنے والی عورتوں اور ہر قسم کے لوگوں کو جن سے لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوجائیں حکم دیا تو انہوں نے ان لوگوں کی شان میں بولنا شروع کیا اور لوگ مشغول و مصروف ہوگئے تب وہ قیدخانہ میں آیا اور اپنے بھائی کی بیڑیاں کاٹ دیں اور اس سے کہنے لگا کہ میں تمہارا علاج کراؤں گا اس کے بعد چھپن چھپ کر اس کو شہر سے نکال کر لے گیا اس کے زخموں پر مرہم لگایا ۔ جب اس کو آرام آگیا تو اس کو راستہ کا پتہ بتایا اور کہا : اب جاؤ تم کو سمندر میں ایک کشتی نظر آئے گی پس وہ چھپتا چھپاتا چلتا رہا کہ اچانک ایک گہرے گڑھے میں گر پڑا جس میں ایک اژدہا موجود تھا اور گڑھے پر ایک تناور درخت تھا جب اس کی نظر درخت پر پڑی تو اس نے اس کے اوپر بارہ خوفناک شکلیں دیکھیں اور اس کے نچلے حصہ میں بارہ تلواریں تھیں جو نیام سے باہر لٹکی ہوئی تھیں ۔ وہ برابر تحمل کے ساتھ جدوجہد کرتا رہا اس اثناء میں اس کے ہاتھ میں اس درخت کی ایک شاخ آگئی جس سے لٹک کر اس نے نجات پائی پھر چلتے چلتے سمندر تک پہنچا جہاں ساحل سمندر پر کشتی موجود تھی جس پر سوار ہو کر وہ اپنے ملک اور پھر اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا ۔ اے بادشاہ ! اللہ آپ کی عمر دراز کرے کیا آپ نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اتنی مصیبتوں کو دیکھا ہو اور جھیلا ہو وہ پھر ان کی طرف پلٹ جائے ؟ بادشاہ نے کہا نہیں ۔ اس جوان نے کہا : میں ہی وہ شخص ہوں ۔ اس پر بادشاہ ، اس کی بیوی اور بیٹی مایوس ہوگئے مگر اس شہزادے کے ساتھ جو جوان آیا تھا اس نے شہزادے کے کان میں کہا : اس شہزادی کے لئے میری بات کریں اور اس کا نکاح مجھ سے کردیں ۔ تو شہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا : یہ میرا ساتھی کہہ رہا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ بادشاہ شہزادی کا نکاح اس سے کردے ۔ بادشاہ نے کہا : میں ایسا نہیں کروں گا ۔ شہزادہ نے کہا کہ کیا میں آپ کو ایک مشہور

واقعہ نہ سنادوں ؟

بادشاہ نے کہا: ہاں ضرور سناؤ ۔ شہزادہ نے کہا کہ ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ کشتی میں سفر کر رہا تھا ۔ چند شب و روز وہ سفر کرتے رہے پھر ان کی کشتی سمندر میں ایک جزیرہ کے قریب ٹوٹ گئی وہ سب کے سب اس شخص کے علاوہ غرق ہوگئے اور اس کو سمندر نے اس جزیرہ میں پھینک دیا ۔ یہ جزیرہ غول بیابانی کا مسکن تھا یہ بھوت جزیرہ سے سمندر کی طرف دیکھتے رہتے تھے یہاں وہ شخص ایک بھوتنی پر عاشق ہوگیا اور اس سے نکاح کرلیا جب صبح ہوئی تو اس بھتنی نے اس کو قتل کرکے اپنے ساتھیوں میں اس کے اعضاء تقسیم کردیئے ۔ اور یہی اتفاق ایک دوسرے آدمی کو پیش آیا کہ اس کو بھوتوں کے بادشاہ کی بیٹی لے گئی اور اس شخص نے اس بھوتنی کے ساتھ رات گزاری اور اس دوسرے شخص کو پہلے والے شخص کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا معلوم تھا تو وہ خوف کے مارے رات بھر نہیں سویا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور وہ بھوتنی سو گئی تو وہ شخص چپکے سے نکل کر ساحل پر پہنچا ۔ اچانک اس کو ایک کشتی نظر آئی تو اس نے کشتی والوں کو پکارنا شروع کیا اور فریاد کی تو انہوں نے اس کو کشتی پر سوار کرلیا اور بالآخر وہ اپنے گھر والوں میں پہنچ گیا ۔ جب بھوت صبح کو اٹھے تو وہ اس بھتنی کے پاس آئے جس نے اس شخص کے ساتھ پوری رات گزاری تھی ۔ اس سے کہنے لگے: وہ آدمی کہاں ہے جس نے تیرے ساتھ رات گزاری ہے ؟ وہ کہنے لگی: وہ میرے پاس سے فرار ہوگیا ۔ تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور کہنے لگے: تو نے اس کو تنہا کھالیا اور خود کو ہم پر ترجیح دی ہے اور اگر تو اس کو لے کر نہیں آئی تو ہم تجھ کو قتل کردیں گے ۔ چنانچہ وہ پانی میں سفر کرکے اس کے گھر تک پہنچ گئی اور گھر میں داخل ہوکر اس کے پاس بیٹھ گئی ۔ اور اس سے کہنے لگی کہ تم کو اس سفر میں کن حالات سے سابقہ پڑا ۔ اس شخص نے کہا: میں ایک مصیبت میں گرفتار ہوگیا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نجات دلائی اور پورا واقعہ بیان کیا ۔ اس بھتنی نے پوچھا: تجھ کو چھٹکارا مل گیا ؟ اس شخص نے کہا: ہاں ۔ تو وہ کہنے لگی کہ میں وہی بھتنی ہوں اور تم کو لینے کے لئے آئی ہوں ۔ اس شخص نے کہا: میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جو تو مجھ کو ہلاک کرے ۔ میں تجھے ایک آدمی کا پتہ بتاتا ہوں (جس سے تیرا مطلب پورا ہوجائے گا) ۔ اس بھتنی نے کہا کہ میں تم پر رحم کھاتی ہوں پھر وہ دونوں چل کر بادشاہ تک پہنچے ۔ بھتنی نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ تم پر اللہ نیکی کرے ۔ ہماری بات سنو ۔ میں نے اس آدمی سے شادی کی اور یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے مگر یہ مجھ سے کراہت کرتا ہے اور میری صحبت اس کو ناگوار گزرتی ہے تو ہمارے بارے میں غور فرمایئے ۔ جب بادشاہ نے اس کو دیکھا تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر مبہوت ہوگیا پس بادشاہ نے تخلیہ میں اس آدمی کے کان میں یہ بات کہی کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کو چھوڑ دو اور میں اس سے شادی کرلوں گا ۔ اس آدمی نے کہا: بادشاہ جس بات کو اچھا سمجھتا ہے تو اللہ اس کو بہتر کرے ۔ پھر بادشاہ نے اس بھوتنی سے شادی کرلی اور اس کے ساتھ تمام رات گزاری اور سحر کے زور پر اس بھوتنی نے بادشاہ کو ذبح کردیا ، اس کے اعضاء کے ٹکڑے کئے اور ان کو اٹھا کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلی گئی ۔

اے بادشاہ! کیا آپ نے کسی شخص کو دیکھا ہے جو ان تمام حالات کا علم رکھتا ہو پھر وہ جزیرہ کی طرف چلا جائے؟ بادشاہ نے کہا: نہیں۔ یہ حکایت سن کر شہزادی کے طلبگار نے شہزادے سے کہا: میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ اور جو میں نے ارادہ کیا تھا اس کی مجھ کو ضرورت نہیں۔ پھر وہ دونوں بادشاہ کے پاس سے چلے گئے۔ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور زمین کی سیاحت کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ذریعہ اکثر لوگوں کو راہ راست دکھائی۔ شہزادہ کی شان میں اضافہ ہوا اور چاروں طرف اس کا تذکرہ ہونے لگا۔ پھر اس کو اپنے والد کی یاد آئی اور دل میں کہنے لگا کہ اگر میں ان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں تو مجھے چاہئے کہ جس حالت میں وہ ہیں میں ان کو نجات دلاؤں تب اس نے اپنا قاصد بھیجا اس نے جاکر بادشاہ سے کہا کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو سلام کہا ہے اور اس نے اس کی بابت تمام قصہ بیان کیا پھر اس کے والد اور گھر والے اس شہزادہ کے پاس آئے اور اس نے انہیں اس حالت سے نجات دلائی جس میں وہ ہتلا تھے۔

اس کے بعد بلوہر اپنی قیام گاہ پر واپس گیا اور وہ یوذاسف کے پاس چند دنوں تک بار بار آتا رہا یہاں تک کہ اس نے جان لیا کہ اس نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا ہے اور راہ ثواب کی طرف اس کی رہنمائی کردی ہے۔ اس کے بعد بلوہر ان شہروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا۔ جس کی بناء پر یوذاسف کچھ عرصہ حزین و غمگین رہا تاآنکہ وہ عابد و زاہد لوگوں تک پہنچا تاکہ ان تک حق کی آواز پہنچائے اور ان کی طرف بلائے۔ خداوند عالم نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو تنہائی میں اس پر ظاہر ہوا اور اس کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر اس فرشتہ نے یوذاسف سے کہا: تمہارے لئے خیر اور سلامتی ہے تم جاہل درندوں اور ظالموں کے درمیان ایک انسان ہو۔ میں حق کی طرف سے تمہارے پاس سلام لے کر آیا ہوں اور مخلوق کے معبود نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تم کو بشارت دوں اور تمہارے دنیاوی و اخروی امور کو جو تمہاری نظر سے غائب ہیں یاد دلاؤں لہذا تم میری بشارت اور مشورہ کو قبول کرو اور میرے قول سے غفلت نہ برتو۔ تم دنیا سے پیچھا چھڑاؤ اور دنیاوی خواہشات کو ترک کردو اور اس ناپائیدار ملک و سلطنت سے بے رغبتی اختیار کرو۔ یہ فانی سلطنت و غلبہ جس کو دوام نہیں اور جس کا انجام ندامت اور حسرت ہے چھوڑ دو اور اس سلطنت کو طلب کرو جو زائل نہیں ہوگی اور اس خوشی کو طلب کرو جو ختم نہیں ہوگی اور اس راحت کو طلب کرو جس میں تغیر نہیں ہوگا تم کو راست گفتار اور عادل ہونا چاہئے کیونکہ تم لوگوں کے پیشوا و رہنما ہو کہ جنہیں تم جنت کی طرف بلاتے ہو۔

جب فرشتے سے یوذاسف نے یہ سب کچھ سنا تو وہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوگیا۔ اور کہنے لگا: میں احکام الٰہی کا اطاعت گزار ہوں اور اس کا حکم اس کا احسان ہے پس تم مجھ کو اپنے امر کے بارے میں حکم کرو اس لئے کہ میں تمہارا اور اس ذات کا شکر گزار ہوں جس نے تم کو میرے پاس بھیجا کیونکہ اس نے مجھ پر رحم فرمایا اور وہ مجھ پر مہربان ہے اور اس نے مجھ کو دشمنوں میں نہیں چھوڑا۔ میں اس ذات کی طرف کوشش کروں گا جس کی طرف سے تم یہ لے کر آئے ہو فرشتہ نے کہا: میں چند دنوں کے بعد واپس آؤں گا پھر تم کو یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا تو تم تیار رہنا اور اس سے

غفلت نہ برتنا۔ پس یوذاسف نے نکلنے کا پکا ارادہ کرلیا اور اس نے اس بارے میں پوری ہمت سے کام لیا اور اس کی اطلاع کسی کو نہیں دی یہاں تک کہ جب اس کے نکلنے کا وقت آگیا تو فرشتہ نصف رات میں آیا جب کہ لوگ سو رہے تھے۔ اور یوذاسف سے کہا: اٹھو اور چل پڑو اور تاخیر نہ کرو، چنانچہ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لوگوں میں سے کسی کو بھی اس راز کا پتہ نہ چلا سوائے اس کے وزیر کے کہ جب وہ سوار ہونا چاہتا تھا تو اس کے پاس وہ جوان رعنا آیا کہ جس کو اس نے شہروں کا مالک بنایا ہوا تھا۔ وہ آداب شاہی بجا لایا اور دریافت کیا: اے شہزادے آپ کہاں جارہے ہیں؟ اے مصلح اور حکیم کامل ہم اس وقت انتہائی دشواری میں مبتلا ہیں۔ کیا اس دشواری کی وجہ سے آپ ہم سے علیحدہ ہو رہے ہیں اور اپنے ملک اور اپنے شہروں کے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اس لئے کہ جب سے ہم پیدا ہوئے عیش و عزت میں پلے بڑھے اور ہم پر کوئی دشواری اور ناپسندیدہ چیز نازل نہیں ہوئی۔ کچھ دیر یوذاسف خاموش رہا پھر کہا: تم اپنے شہروں میں اپنے اہل مملکت کے گھروں میں قیام کرو کیونکہ مجھے جہاں بھیجا گیا ہے وہاں جانے والا ہوں اور اسی امر پر عمل پیرا ہوں۔ پس اگر تم میری مدد کرو گے تو میرے عمل میں بھی حصہ دار بن جاؤ گے۔ پھر وہ سوار ہو کر قضائے الٰہی کے مطابق چلا۔

لیکن چلتے چلتے اسے گھوڑے سے اترنا پڑا کیونکہ اس کا وزیر اس کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور خوب آہ و بکا کررہا تھا اور یوذاسف سے کہہ رہا تھا: میں کس طرح آپ کے والدین کا سامنا کروں گا اور میں کس طرح آپ کے بارے میں ان کو جوابدہ ہوں گا۔ اور وہ دونوں کس عذاب سے مجھے قتل کریں گے۔ اور آپ کس طرح اس سختی اور تکلیف کو برداشت کرسکتے ہیں جس کی آپ کو عادت نہیں ہے۔ اور کس طرح آپ وحشت میں مبتلا نہیں ہوں گے حالانکہ آپ ایک دن بھی کبھی تنہا نہیں رہے کیا آپ کا جسم بھوک، پیاس اور زمین اور مٹی کے ماحول کی تبدیلی کو برداشت کرسکتا ہے؟ پس شہزادے نے اس کو خاموش کیا اور اس سے اظہار ہمدردی کیا اور اسے اپنا گھوڑا اور علاقہ بھی عطا کیا۔ پس اس نے یوذاسف کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا: اے میرے سردار مجھے آپ اپنے پیچھے نہ چھوڑیں میں آپ کے ساتھ چلوں گا جہاں بھی آپ جائیں گے اس لئے کہ آپ کے بعد میرے لئے کوئی انعام و اکرام نہیں ہے اور اگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ نہیں لے گئے تو میں صحرا میں نکل جاؤں گا اور کسی انسان کے گھر میں کبھی داخل نہیں ہوں گا۔ یوذاسف نے پھر اسے تسلی دی اور اظہار ہمدردی کیا اور کہا: اے وزیر تم اپنے دل میں سوائے اچھائی کے کوئی خیال نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہیں بادشاہ کے پاس بھیج رہا ہوں اور تمہارے بارے میں اسے وصیت کررہا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کرم کے ساتھ پیش آئے اور تم سے حسن سلوک کرے۔

پھر اس نے شاہی لباس اتارا اور وزیر کو دیا کہ میرے لباس کو تم پہن لو اور اسے وہ یاقوت بھی دیا جسے وہ (تاج میں) سر پر رکھتا تھا۔ اور اس سے کہا: تم اپنے ہمراہ اسے اور میرے گھوڑے کو لے جاؤ۔ اور جب بادشاہ کے پاس پہنچو تو

اس کی تعظیم کے بعد یہ یاقوت اسے دے دینا اور میرا سلام عرض کرنا۔ اور کہنا کہ جب میں نے ہمیشہ رہنے والی اور فنا ہونے والی چیزوں میں غور کیا تو میں ہمیشہ رہنے والی چیزوں کی طرف راغب ہوگیا اور فانی چیزوں سے بے رغبتی اختیار کی اور جب مجھ پر اپنی اصلیت اور حسب کا اظہار ہوا تو میں نے ان کے درمیان اور دشمنوں اور عزیزوں کے درمیان جدائی اختیار کی پس میں نے دشمنوں اور عزیزوں کو چھوڑ دیا اور اپنی حقیقت اور حسب سے رشتہ منقطع کرلیا۔

جس دن میرے والد یاقوت کو دیکھیں گے تو ان کا دل خوش ہوگا اور جب میرا لباس تمہیں پہنے ہوئے دیکھیں گے تو مجھے یاد کریں گے اور میری اس محبت کا تذکرہ کریں گے جو مجھے تم سے ہے اس کے بعد میں تمہارے ہی ذریعے اپنے والد کو اس بات سے منع کرتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی ناپسندیدہ عمل کریں۔ پس اس کا وزیر واپس لوٹ گیا اور یوذاسف آگے بڑھ گیا۔ وہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایک وسیع جگہ پہنچا اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت پانی کے چشمہ پر ہے۔ اور وہ بہت خوبصورت درخت تھا۔ اس کی متعدد شاخیں تھیں اور اس کا پھل انتہائی میٹھا تھا۔ اس پر اتنی تعداد میں پرندے تھے کہ جن کو گنا نہیں جاسکتا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر اسے خوشی اور مسرت محسوس ہوئی چنانچہ آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور وہ اپنے دل میں اس کی تاویل و تفسیر کر رہا تھا۔ اس نے اس درخت کو اس بشارت اور خوش خبری سے تشبیہ دی کہ جس کی طرف اسے بلایا گیا تھا۔ اور پانی کے چشمے کو حکمت اور علم سے تشبیہ دی اور پرندوں کی تشبیہ ان لوگوں سے دی کہ جو اس پر جھمگٹا کریں گے اور اس سے دین کو قبول کریں گے۔

ابھی وہ کھڑا ہی تھا کہ چار فرشتے (نظر) آئے جو اس کے سامنے چل رہے تھے۔ وہ بھی ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ فضائے آسمانی میں اسے اٹھا کر لے گئے اور اسے علم و حکمت میں سے وہ کچھ عطا کیا جو پہلے، درمیانی اور آخری چیزوں کے ذریعے اسے معلوم ہوا تھا (یعنی بشارت، علم وحکمت اور دین کی طرف راغب لوگ) اور وہ علم بھی دیا گیا جو آخر میں ہونے والا ہے۔ پھر اس کو زمین پر اتارا اور چاروں فرشتے اس کے ہم نشین بن کر رہے وہ ایک مدت تک ان شہروں میں قیام پذیر رہا۔ پھر وہ سرزمین سولابط پر پہنچا تو اس کے والد کو اس کے آنے کی اطلاع ملی پس وہ اور تمام معزز اراکین سلطنت آئے اور اس کا کافی احترام کیا۔ اس کے شہر والے بھی اپنے قربت داروں اور جاہ و حشم کے ساتھ اکٹھا ہوگئے اسے سلام کیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور یوذاسف نے ان کے لئے فرش بچھایا ان سے بہت سی باتیں کیں اور ان سے کہا کہ تم کان لگا کر میری باتیں سنو اور اپنے دلوں کو حکمت الہیٰ کو غور سے سننے کے لئے قائم کرلو کہ جو نفسوں کا نور ہے اور اس علم پر اعتماد کرو جو راہ راست کا راہنما ہے۔ اور اپنی عقلوں کو بیدار کرلو اور حق و باطل اور گمراہی اور ہدایت کے درمیان جو فصل ہے اس کو سمجھو۔ اور یہ بات بھی جان لو کہ یہ وہ دین حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل علیہم السلام اور پہلی صدیوں والوں پر نازل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں ہم کو پھر اس خصوصیت سے نوازا ہے۔ اور ہم پر اس نے احسان کیا اور اسی میں جہنم کی آگ سے نجات ہے مگر یہ کہ انسان آسمانوں پر نہیں پہنچ سکتا اور کوئی

شخص وہاں داخل نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ وہ ایمان میں کامل ہو اور عمل خیر کرے ۔ پس اس سلسلے میں کوشش کرو تاکہ راحت دائمی اور وہ زندگی تمہیں مل جائے کہ جو تم سے کبھی جدا نہ ہوسکے ۔ اور جو شخص تم میں سے دین پر ایمان لائے تو اس کا ایمان دنیاوی زندگی کے لالچ اور زمین کے مالک ہونے کی امید اور دنیا کے عطیات کی طلب پر نہیں ہونا چاہئیے بلکہ تمہارا دین پر ایمان آسمانی سلطنت کی طمع و نجات کی امید اور گمراہی سے نجات کی طلب اور آخرت میں راحت و خوشی کے حصول پر ہونا چاہئیے ۔ اس لئے کہ زمینی سلطنت اور اس کی بادشاہت زائل ہونے والی ہے ۔ اس کی لذتیں منقطع ہونے والی ہیں ۔ پس جو اس کے دھوکے میں آیا وہ ہلاک ہوگیا اور رسوا ہوا ۔ اگر تم دینداروں کے موقف سے واقف ہوجاؤ جن کا دین حق پر مبنی ہے تو تم سمجھ لو کہ موت تمہارے جسموں کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور وہ جسموں کے ساتھ تمہاری روحوں کو بھی کچلتی رہتی ہے ۔ اور یہ بھی جان لو کہ جس طرح پرندے (اپنی) زندگی اور دشمنوں سے نجات پر قادر نہیں ہیں مگر اپنی قوت بصارت اور بازوؤں اور پیروں کی مدد سے انہیں قدرت حاصل ہے اسی طرح انسان حیات اور نجات پر قادر نہیں ہے مگر اپنے عمل ، ایمان اور عمل صالح اور بہترین کامل افعال کے ذریعے سے قدرت رکھ سکتا ہے تو اے بادشاہ آپ اور آپ کے ارکان سلطنت جو کچھ اس بارے میں سن رہے ہیں وہ اس پر غور کریں اور سمجھیں اور عبرت حاصل کریں اور اس سمندر کو عبور کریں کہ جس میں ہمیشہ سے کشتی موجود ہے اور ان بیابانوں کو طے کریں کہ جن میں ہمیشہ اپنی باربرداری کا سامان اور زادراہ مہیا رہتا ہے اور تم اپنے راستے پر چلتے رہو جب تک کہ چراغ تمہارے پاس رہے اور زاہدوں کے ساتھ نیکی کے خزانوں میں اضافہ کرو اور خیر اور عمل صالح میں ان کے شریک بن جاؤ ۔ اور ان کی اچھی طرح اتباع کرو ۔ اور ان کے مددگار بن جاؤ اور تم اپنے اعمال کے ساتھ اس طرح چلو کہ وہ تمہارے ساتھ نوری سلطنت میں داخل ہوجائیں ۔ اور نور کو قبول کرو اور اپنے فرائض کو یاد رکھو اور خبردار دنیا کی آرزوؤں ، شراب نوشی اور عورتوں کی خواہش پر اعتماد نہ کرنا ۔ اور ہر برائی سے جو روح اور جسم کی ہلاکت کا سبب ہو بچنا ۔ اور حمیت ، غضب ، عداوت اور چغل خوری سے پرہیز کرنا ۔ اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو کہ وہ تمہیں دی جائے تو وہ کسی دوسرے کو نہ دینا ۔ تم اپنے قلوب کو پاک و صاف رکھنا ، نیتوں کو صاف رکھنا تاکہ جب تمہیں موت آئے تو تم صحیح راستے پر رہو ۔

پھر وہ سرزمین سولابط سے چل کر بہت سے مختلف شہروں اور بستیوں میں تبلیغ دین کرتا ہوا سرزمین کشمیر میں پہنچا اور چل پھر کر اس نے وہاں کے مردہ دل باشندوں کو ازسر نو حیات بخشی اور اس دوران میں اس کا انتقال ہوگیا اور جسمانی ہیئت کو چھوڑ کر نور کی طرف پرواز کرگیا ۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے شاگرد " ایابد " نامی کو بلایا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور نگہبانی کے فرائض انجام دیتا تھا اور تمام امور میں مرد کامل تھا ۔ اس نے اس سے وصیت کی کہ میرا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آگیا ہے تم سب اپنے فرائض بجاآوری کی پاسداری کرو ، حق سے نہ پھرنا اور زہد و عبادت کو اختیار کئے رہنا ۔ پھر اس نے ایابد کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے ایک جگہ بنائے پھر اس نے اپنے دونوں پاؤں

پھیلائے اور اپنا سر مغرب کی سمت میں کیا اور اس کا چہرہ مشرق کی طرف تھا پھر اس کا انتقال ہوگیا۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اسی جیسی معمرین کے بارے میں جو روایات وغیرہ ہیں وہ غیبت اور وقوع غیبت کے بارے میں قابل اعتقاد نہیں ہیں کیونکہ غیبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی احادیث سے ثابت و صحیح ہے جس طرح اسلام اور اس کے قوانین و احکام ان کی احادیث سے ثابت ہیں۔ لیکن میرے خیال میں بہت سے انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم ان کے بعد بہت سے ہادیان برحق علیہم السلام اور بہت سے نیک بادشاہوں کو اللہ کی طرف سے غیبت حاصل ہوئی اور ہمارے مخالفین بھی اس کے منکر نہیں اور سب روایتیں صحیح ہیں اس کے سوا جو صحیح روایات کثیرہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے بارہویں امام حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں اور ان کی غیبت کے سلسلے میں ہیں یہاں تک کہ زمانہ طویل ہوجائے گا اور دل سخت ہوجائیں گے اور لوگ ان کے ظہور سے مایوس ہوجائیں گے پھر اللہ ان کا دیدار کرائے گا اور زمین ان کے نور سے روشن ہوجائے گی، ان کے عدل و انصاف سے ظلم و جور ختم ہوجائے گا تو کوئی اس کی تکذیب نہیں کرتا باوجودیکہ اس کی نظائر کا اقرار کرتے ہیں مگر یہ کہ وہ نورالہیٰ کے بجھانے کا قصد و ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے دین کو باطل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ کو پسند نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو کامل کرے اور اپنے کلمہ کو بلند کرے اور حق کی حقیقت ظاہر کرے اور باطل کو باطل ثابت کرے اگرچہ مخالفین اور تکذیب کرنے والوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ اللہ کا صالحین سے بذریعہ لسان سیدالانبیاء صلوات اللہ علیہ وآلہ یہی وعدہ ہے۔

اس حدیث اور اس کتاب میں اس جیسی حدیث کے تذکرے سے کوئی دوسرے معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تمام موافقین و مخالفین ان جیسی احادیث کی طرف مائل و راغب ہیں پھر جب وہ اس کتاب کی وجہ سے اس سفر میں کامیاب ہوجائیں تو پورے مسئلہ سے اچھی طرح واقف ہونے کی تمنا کریں پھر وہ منکر و ناظر اور شک و اقرار کرنے والے سے واقف ہوجائیں۔ اقرار کرنے والا اس کے ذریعے اپنی بصیرت میں اضافہ کرے اور جو منکر ہے تو اللہ کی طرف سے اس پر حجت قائم ہو۔ اور جو شک میں مبتلا ہیں کہ اقرار کریں یا انکار کریں تو ان کو امر غائب اور غیبت پر بحث اور تفتیش و جستجو کی طرف دعوت دے تو اس کے لئے ہدایت کی امید جاسکتی ہے کیونکہ صحیح امور میں بحث و تفتیش سے اضافہ نہیں ہوتا مگر تاکید و ثبوت سے، اس سونے کی طرح کہ جس کو آگ میں تپایا جاتا ہے تو اس کی صفائی اور خوبصورتی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم کو قرآن کی سورتوں کی ابتداء میں پوشیدہ رکھا ہے کہ جس کے ذریعہ سے جب دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے اور جب اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے تو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے الم، المر، الر، المص، کھیعص، حمعسق، طسم، طس اور یس اور اس جیسے دوسرے حروف کو دو سببوں کی وجہ سے ارشاد فرمایا ایک سبب یہ تھا کہ کفار اور مشرکین کی آنکھوں پر ذکر خدا اور رسولؐ سے پردہ پڑا ہوا تھا قول الہیٰ

"قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً" (الطلاق ۔ آیت ۱۰ ۔ ۱۱) "تمہارے پاس اللہ نے ذکر رسول کو نازل فرمایا ہے ۔" اور کفار و مشرکین قرآن کے سننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو اللہ عزوجل نے بعض سورتوں کی ابتداء میں الگ الگ حروف میں اسم اعظم کو نازل فرمایا جو ان کے کلام و لغت کے حروف تھے اور وہ ان حروف مقطوعہ کے ذکر کے عادی نہیں تھے ۔ جب انہوں نے ان کلمات کو سنا تو حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہم اس کے مابعد کو تعجب کے اعتبار سے سنیں گے پھر انہوں نے اس کے بعد کی آیتوں کو غور سے سنا تو بس منکرین پر حجت قائم ہوگئی اور اقرار کرنے والوں کی بصیرت میں اضافہ ہوا کچھ لوگ شک و شبہ میں مبتلا رہے جن میں صرف اتنی ہی ہمت و جرات تھی کہ وہ امر مشکوک میں بحث کریں اور بحث و تحمیص کے بعد حق تک پہنچ جائیں ۔

اور دوسرا سبب ان سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات کے ساتھ نازل کرنے کا تھا کہ ان کی معرفت سے اہل عصمت و طہارت کو مخصوص کر دیا جائے جسکے ذریعہ سے وہ دلیلیں قائم کریں اور ان کے ذریعہ وہ معجزات ظاہر فرمائیں ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان حروف کی معرفت تمام لوگوں کے لئے عام کر دیتا تو یہ حکمت کے خلاف اور تدبیر کے فساد کا باعث ہوتا اور کوئی غیر معصوم میں سے امین نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ نبی مرسل یا آزمائے ہوئے مومن کے برخلاف ان حروف کے ذریعہ دعا کرے پھر یہ بات بھی روا نہیں ہوسکتی کہ خدا کے وعدہ قبولیت کے باوجود اور اس کے وعدہ خلافی نہ کرنے کی صفت سے موصوف ہونے کی بناء پر وہ دعا کو قبول نہ کرتا ۔ اسی بناء پر اسکے لئے مناسب ہوا کہ وہ بعض حروف مقطعات کی معرفت اس شخص کو عطا کر دے جو اس کی مخلوق کے لئے عبرت بن جائے کہ وہ اپنی حد سے آگے بڑھ جائے جیسے بلعم بن باعور ۔ جبکہ اس نے چاہا کہ وہ موسیٰ کلیم اللہ کے خلاف دعا کرے تو وہ اسم اعظم کو بھول گیا اور اس سے راہ فرار اختیار کی ۔ کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " واتل علیهم نبا الذی اتیناہ ایاتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن فکان من الغاوین (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۵) " اور اے رسول تم ان لوگوں کو اس شخص کی خبر سناؤ جس کو ہم نے آیات عطا کی تھیں پھر وہ ان آیتوں کو چھوڑ بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا کیا تب وہ گمراہوں میں ہوگیا ۔" اور اللہ عزوجل نے یہ کام اس لئے کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ فضل کے لئے وہی مخصوص ہے کہ جس کو علم ہو کہ وہ فضل کا مستحق ہے اور اس کو اس نے عام نہیں کیا کہ عوام الناس سے بھی وہی وقوع پذیر ہوتا جو بلعم بن باعور سے واقع ہوا ۔ اور جب یہ مناسب ہے کہ اللہ عزوجل اپنے اسم اعظم کو حروف مقطعات کی شکل میں اپنی اس کتاب میں جو اسکی حجت اور اس کا کلام ہے، پوشیدہ کر دے تو یہ بھی مناسب ہے کہ وہ اپنی حجت کو مومن بندوں اور ان کے غیروں سے پوشیدہ رکھے کیونکہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ کب اس کو ظاہر کرے کہ جب تک لوگوں کی اکثریت حدود الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرنے لگے جس کی وجہ سے وہ قتل کے سزاوار ہوں گے ۔ مگر ان کا قتل جائز نہیں ہوگا کہ ان کے صلبوں میں مومنین ہوں گے ۔ اور اگر وہ حجت خدا ان کو قتل نہ کرے تو یہ بھی مناسب و جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ قتل کے مستحق ہوچکے ہیں ۔